بسم اللہ الرحمن الرحیم

جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور کا

دینی، اِصلاحی، تبلیغی اور تحقیقی رِسالہ

243

ماہ نامہ علم و عمل لاہور

رجب ۱۴۴۵ھ

جنوری 2024ء

1 ہر جلد بازی بری نہیں

11 صرف چند عبادات میں کثرت مطلوب ہے!

16 امانت دار حکمران...خوش حال عوام

17 تربیتِ رُوحانیت کے بھی 100 نمبر ہوتے ہیں

29 بچیوں کو اصلی جہیز (آخرت کا) ضرور دیجیے!

33 اِیمان کے بعد بہترین دولت "عافیت" ہے

دین کے کام میں آگے بڑھیے، رسالہ برائے ریکارڈ اپنے پاس محفوظ کیجیے، دُوسروں کو لگوا دیجیے، یا بتا دیجیے تاکہ وہ اس دینی علمی تحفہ سے فائدہ اُٹھا سکیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر جلد بازی بری نہیں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْن

ہمارے معاشرہ میں ہر دوسرا آدمی جلدی میں دکھائی دیتا ہے، بس اور ٹرین وغیرہ میں جلدی سوار ہونے کی کوشش کرنا، جلدی جلدی وضو کرنا، تیز رفتاری سے غیر محتاط ڈرائیونگ کرنا، اس طرح کی بہت ساری جلد بازیاں انسان کی جلد باز طبیعت کا ثبوت ہیں جب کہ مؤمن اور سمجھ دار انسان سوچ سمجھ کر اطمینان و سنجیدگی سے کام کرنے والا ہوتا ہے۔

اصل میں جلد بازی کی دو قسمیں ہوا کرتی ہیں:

1 رحمانی 2 اور شیطانی۔

قرآن کریم میں ہے: وَسَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ (سورۃ آل عمران، آیت:33)

ترجمہ: اور اپنے رب کی طرف سے مغفرت اور وہ جنت جس کی چوڑائی اتنی ہے کہ جس میں تمام آسمان و زمین سما جائیں۔ حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے بڑھ کر تیزی دکھاؤ (جلدی کرو)۔ پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ سُرعَت (جلدی کرنا) یعنی نیک کاموں میں ایک دوسرے سے بڑھ کر تیزی دکھانا یہ رحمانی حکم ہے اور حدیث شریف میں ہے:

اَلْاَنَاةُ مِنَ اللهِ وَ الْعُجَلَةُ مِنَ الشَّیْطٰنِ

(ترمذی، رقم الحدیث:2012، اسنادہ ضعیف)

ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ بردباری (حوصلہ سے کام کرنا) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔

معلوم ہوا کہ جلد بازی کی دو قسمیں ہیں: ایک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جسے سُرعَت کہا جاتا ہے۔ اور ایک شیطان کی طرف سے ہوتی ہے جسے عُجلَت کہا جاتا ہے

عُجلَت اور سُرعَت میں فرق جو جلدی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کام کو اتنی جلدی کر لینا کہ وقت سے پہلے ہی کر گزرنا وہ عُجلَت ہے، اور جو جلدی رحمٰن کی طرف سے ہوتی ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وقت داخل ہونے کے بعد شروع وقت میں کر لینا، جو کہ سُرعَت ہے۔ اگرچہ عُجلَت (جلد بازی) شیطانی عمل ہے لیکن چھ کاموں میں جلد بازی کرنا بہتر ہے۔

سب کام حوصلہ سے کرنے چاہئیں جلد بازی شریعت میں مطلوب نہیں، لیکن چند ایسے موقعے ہوتے ہیں جن میں ہمیں شریعت کی طرف سے جلدی کرنے کا حکم ہے۔

جلدی کے چند مواقع 1 جب مہمان آجائے تو فوراً کھانا (یا کوئی کھانے پینے کی چیز) حاضر کرنا 2 جب کسی کا انتقال ہو جائے تو تجہیز و تکفین کی تیاری میں جلدی کرنا 3 جب بالغ لڑکی کے لیے مناسب رشتہ مل جائے تو اس کی شادی میں تاخیر نہ کرنا 4 قرضہ ادا کرنے میں جلدی کرنا 5 اگر گناہ ہو جائے تو توبہ کرنے میں جلدی کرنا 6 افطار کرنے میں جلدی کرنا

(قالہ حاتم، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، 78/8، اسنادہ صحیح)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں بردباری، سنجیدگی اور اطمینان و سکون سے زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیاد

حضرت مولانا حکیم الامت مجدد الملت شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ | مسیح الامت حضرت مسیح اللہ خان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ | عارف باللہ حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ | شیخ المشائخ الحاج محمد عشرت علی خان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

بہ برکتِ چہار سلسلہ: چشتیہ، نقشبندیہ، سُہروردیہ، قادریہ

با برکتِ دعا
شیخ الحدیث حضرت مولانا صوفی محمد سرور رحمہ اللہ تعالیٰ
بانی جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

زیرِ سرپرستی
شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ
شیخ الحدیث دار العلوم کراچی

مدیر
محمد عتیق الرحمن
مہتمم و ناظم جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

مولانا عبد الرحیم
نائب ناظم جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور
0321-4200041

دینِ حق کا ترجمان

ماہنامہ علم و عمل لاہور

243

جلد نمبر: 22

شمارہ نمبر: 03

رجب ۱۴۴۵ھ / جنوری 2024ء MONTHLY ILM-O-AMAL

آپ اپنے رِسالہ ماہنامہ "علم و عمل" لاہور
جو کہ خالصتاً دینی، علمی، تحقیقی، بزرگوں کا اعتماد شدہ، اکابرین و مشائخ کا پسندیدہ رسالہ ہے کو پڑھ کر گھر میں ایسی جگہ رکھئے جہاں آنے والے مہمان بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکیں، اور اگر آپ مزید اپنے لئے صدقہ جاریہ بنانا چاہیں تو کم قیمت پر خرید کر تقسیم کیجئے اور اپنے دوستوں، عزیزوں کو بتا دیجئے یا لگوا دیجئے

مشیرانِ گرامی

مفتی محمد حسن صاحب استاذ الحدیث، جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور
مولانا عبد الرحمن صاحب مدرس: جامعہ اشرفیہ لاہور
قاری محمد اسحاق صاحب، مدیر: ماہنامہ "محاسن اسلام"، ملتان
مولانا مفتی محمد نوید خان صاحب، مدرس: جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور
مولانا محمد عمر فاروق صاحب، مدرس: جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور
مولانا محمد طیب الیاس صاحب، مدرس: جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

قیمت فی شمارہ... 50 روپے

قیمت سالانہ... (مع ڈاک خرچ) 600 روپے

رقم منی آرڈر یا دستی بھیجئے۔ رقم پہنچنے پر رسالہ جاری کیا جاتا ہے

سرکولیشن مینیجر	مولانا زین العابدین صاحب، فون:	0331-4546365
معاون مدیر	مولانا محمد نوید جاوید صاحب، فون:	0302-4143044
مسئول عمومی امور	مولانا محمد سرور صاحب، فون:	0322-8405054

فہرست مضامین

1	ہر جلد بازی بری نہیں (مدیر)
2	سب ٹائٹل
4	ذلیل لوگ
5	دوا دب
6	ایمان کی حلاوت حاصل کیجیے!
7	یہ دعویٰ پاکیزگی کا زیبا نہیں
8	اس قدر بھی ضبطِ غم اچھا نہیں
9+10	محققین کے احوال
11	صرف چند عبادات میں کثرت مطلوب ہے! (مدیر)
12	″ ″ ″
13	دین سے ناواقفیت کی انتہا
14	ہمارے شکووں کی اصل وجہ
15	دوسروں کا خادم بنے رہیے!
16	امانت دار حکمران... خوش حال عوام
17 18	تربیت ورُوحانیت کے بھی 100 نمبر ہوتے ہیں (مدیر)
19	راحت وسکون کا نسخہ
20	انبیاء کرام علیہم السلام اور معجزے
21	صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے ایمان افروز واقعات
22	تاجر حضرات کے لیے 7 باتیں
23	شرکت اور کاروبار سے متعلق کچھ مسائل
24	علماءِ کرام سے تعلق رکھنا کیوں ضروری ہے؟
25+26	اِنابت... اللہ تعالیٰ سے لَو لگانا (دوسری وآخری قسط)
27	دل جلانے والی باتیں چھوڑ دیجیے!
28	خوش رہنے کا عجیب انداز
29	بچیوں کو اصلی جہیز (آخرت کا) ضرور دیجیے! (مدیر)
30	زہر اور تریاق کا ایک عجیب واقعہ
31	ہمارے صحابہ... ہمارے راہ نما
32	راہِ خدا میں خرچ کرنے کے آداب
33	ایمان کے بعد بہترین دولت "عافیت" ہے (مدیر)
34	جامعہ کے شب وروز

سفید پوش... قرآن کریم کی نظر میں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، ترجمہ: (مالی امداد کے خاص) مستحق وہ افراد ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس طرح قید کر رکھا ہے کہ وہ (معاش کی تلاش کے لیے) زمین میں چل پھر نہیں سکتے چوں کہ وہ اتنے پاک دامن ہیں کہ کسی سے سوال نہیں کرتے، اس لیے ناواقف آدمی انہیں مال دار سمجھتا ہے، تم ان کے چہروں کی علامتوں سے ان (کی اندرونی حالت) کو پہچان سکتے ہو (مگر) وہ لوگوں سے لگ لپٹ کر سوال نہیں کرتے اور تم جو مال بھی خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے۔

(سورۃ البقرۃ، آیت:273)

ذلیل لوگ

آسان ترجمۂ قرآن
از
شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَاثُقِفُوْا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ
اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُ وبِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ
وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا
يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ
حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَاعَصَوا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ (112)

ترجمہ: وہ (یہودی) جہاں کہیں پائے جائیں اُن پر ذلت کا ٹھپہ لگا دیا گیا ہے، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی سبب پیدا ہو جائے یا انسانوں کی طرف سے کوئی ذریعہ نکل آئے جو اُن کو سہارا دے دے، انجام کار وہ اللہ تعالیٰ کا غضب لے کر لوٹے ہیں، اور اُن پر محتاجی مسلط کر دی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے، اور پیغمبروں کا ناحق قتل کرتے تھے (نیز) اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے، اور ساری حدیں پھلانگ جایا کرتے تھے۔

لَيْسُوا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَّتْلُوْنَ
اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَاءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ (113)

ترجمہ: (لیکن) سارے اہل کتاب ایک جیسے نہیں ہیں اہل کتاب ہی میں وہ لوگ بھی ہیں جو (راہِ راست پر) قائم ہیں، جو رات کے اوقات میں اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی تلاوت کرتے ہیں، اور جو (اللہ تعالیٰ کے آگے) سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

تفسیر: اس سے مراد وہ اہل کتاب ہیں جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ایمان لے آئے تھے مثلاً یہودیوں میں سے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ
وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (114)

ترجمہ: یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، اچھائی کی تلقین کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، اور نیک کاموں کی طرف لپکتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا شمار صالحین میں ہے۔

وَمَايَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ
بِالْمُتَّقِيْنَ (115)

ترجمہ: وہ جو بھلائی بھی کریں گے، اس کی ہرگز ناقدری نہیں کی جائے گی اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَا
اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (116)

ترجمہ: (اس کے برعکس) جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں نہ ان کے مال ان کے کچھ کام آئیں گے اور نہ ہی اولاد۔ وہ دوزخی لوگ ہیں، اسی میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

الحدیث: حج وعمرے ادا کرتے رہو، کیوں کہ یہ مالی تنگی اور گناہوں کو ایسے ختم کرتے ہیں جیسے دہکتی ہوئی بھٹی لوہے کے زنگ کو ختم کر ڈالتی ہے۔
(نسائی، رقم الحدیث: 2630، اسنادہ صحیح)

القرآن الکریم، ترجمہ: شیطان کے پیچھے مت چلو، یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ (سورۃ البقرۃ، آیت 208)

فہم حدیث
سلسلہ نمبر: 64

دو آداب

مولانا محمد طیب الیاس صاحب

حضرت سعید بن ابی الحسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مسئلہ میں گواہی دینے کے لیے ہمارے پاس تشریف لائے، ایک صاحب اُن کے لیے جگہ خالی کرنے کے لیے اپنی جگہ سے کھڑے ہوگئے، انہوں نے اُس جگہ بیٹھنے سے انکار کر دیا، اور فرمایا: نبی کریم ﷺ نے اِس سے منع فرمایا ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس سے بھی روکا ہے کہ کوئی شخص (سالن یا اور کوئی چیز لگا ہوا اپنا) ہاتھ کسی ایسے شخص کے کپڑے سے پونچھے جس کو اُس نے کپڑے نہ پہنائے ہوں۔ (سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی الرجل یقوم للرجل من مجلسہ :4827، ضعیف)

تشریح : حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہید رحمہ اللہ تعالیٰ اِس مبارک حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

بیٹھنے سے اِنکار کیوں کیا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بڑے سادہ مزاج، تکلف و بڑائی سے (کوسوں) دور اور سادگی پسند حضرات تھے، اُن پر نبی کریم ﷺ کا پرتَو (سایہ وعکس) پڑا تھا، احادیثِ مبارکہ اُن کے سامنے تھیں، قرآنی تعلیمات اُن میں رچی بسی تھیں، اِس لیے وہ ہر اُس چیز سے دور بھاگتے تھے جو تکبر، عجب اور بڑائی پر دلالت کرے، اِس وجہ سے انہوں نے وہاں بیٹھنے سے انکار کر دیا اور اُن کو یہ بتلا دیا کہ نبی کریم ﷺ نے اِس سے منع فرمایا ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع کیوں فرمایا؟ اِس سے یہ مراد ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اِس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص کسی کو اپنی جگہ بٹھانے کے لیے کھڑا ہو۔

2 ہوسکتا ہے اِس سے اِس جانب اشارہ ہو کہ کسی کو اُس کی جگہ سے کھڑا کیا جائے اِس سے منع فرمایا ہے، اور اگرچہ میں نے ظاہری طور سے تمہیں تمہاری جگہ سے کھڑا نہیں کیا، لیکن تم میری وجہ سے ہی کھڑے ہوئے ہو تو معنوی طور پر یہ بھی اِسی حکم میں ہے۔

کسی کے کپڑے سے ہاتھ پونچھنا اِس سے منع کرنے سے مراد یہ ہے کہ انسان دوسرے کے مال میں اُس کی اجازت کے بغیر تصرف نہ کرے، اور جس کو آپ نے لباس پہنایا ہے وہ آپ کی اولاد یا غلام ہوگا، اُس کا مال آپ کا مال ہے، آپ اُس میں تصرف کر سکتے ہیں۔ علامہ مظہر رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ ہاتھ اگر کسی چیز سے سَنے ہوئے ہوں (یہ محاورہ ہے، یعنی ہاتھ آلودہ ہوں) تو کسی دوسرے کے کپڑے، رومال، تولیہ وغیرہ سے اُس کی اجازت کے بغیر نہیں پونچھنا چاہیے۔ بلکہ اگر ہاتھ صاف بھی ہوں تب بھی وضو وغیرہ کر کے یا ہاتھ دھو کر دوسرے کے رومال یا تولیہ سے اُس کی اجازت کے بغیر نہیں پونچھنا چاہیے، ہاں! اپنی اولاد یا غلام وغیرہ یا ایسے بے تکلف ساتھی جن کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ بُرا نہیں مانیں گے اُن کے رومال اور تولیہ وغیرہ سے ہاتھ پونچھ سکتے ہیں۔

(ماخوذ از: اسلامی آدابِ معاشرت، حصہ اول، ص:113)

اللہ تعالیٰ ہمیں اِسلامی معاشرت کو سیکھنے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین

ایمان کی حلاوت حاصل کیجیے!

انتخاب

مولانا عبدالرحمٰن صاحب
ابن حضرت صوفی محمد سرور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ

حدیث شریف میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ”ایک شخص کے دل میں تقاضہ پیدا ہوا کہ نگاہ کسی اجنبیہ عورت پر ڈالوں، اور کون شخص ہے جس کے دل میں یہ تقاضہ نہیں ہوتا، اب دل بڑا بے چین ہو رہا ہے کہ اس کو دیکھ ہی لوں، لیکن اس نے اللہ تعالیٰ کے ڈر اور خوف کے خیال سے نظر کو بچا لیا اور نگاہ نہیں ڈالی، تو اس میں بظاہر تکلیف تو ہوئی، دل پر آرے چلیں گے، لیکن اسی تکلیف کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ ایمان کی ایسی حلاوت عطا فرمائیں گے کہ اس کے آگے دیکھنے کی لذت کچھ بھی نہیں۔ (یہ وعدہ ہے)

(مسند احمد، رقم الحدیث: 26415، اسنادہ ضعیف)

یہ وعدہ صرف نگاہ کے گناہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر گناہ چھوڑنے پر یہ وعدہ ہے۔ مثلاً غیبت میں بڑا مزہ آ رہا ہے، لیکن ایک مرتبہ آپ نے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے خیال سے غیبت چھوڑ دی اور غیبت کرتے کرتے رک گئے، اللہ تعالیٰ کے ڈر کے خیال سے غیبت کا کلمہ زبان پر آتے آتے رُک گئے، پھر دیکھئے کیسی لذت حاصل ہوتی ہے اور جب انسان گناہوں کی لذت کے مقابلہ میں اس لذت کا عادی ہوتا چلا جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے ساتھ تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔

حاصلِ تصوف حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا اچھی بات ارشاد فرمائی جو یاد رکھنے کے لائق ہے۔ فرمایا: وہ ذرا سی بات جو حاصل ہے تصوف کا، یہ ہے کہ جب دل میں کسی اطاعت کے کرنے میں سستی پیدا ہو، مثلاً نماز کا وقت ہو گیا لیکن نماز کے لیے جانے میں سستی ہو رہی ہے تو اس سستی کا مقابلہ کر کے اس اطاعت کو کرے، اور جب گناہ سے بچنے میں دل سستی کرے تو اس سستی کا مقابلہ کر کے اس گناہ سے بچے، پھر فرمایا کہ بس اسی سے تعلق مع اللہ تعالیٰ پیدا ہوتا ہے، اسی سے تعلق مع اللہ تعالیٰ میں ترقی ہوتی ہے اور جس شخص کو یہ بات حاصل ہو جائے اس کو پھر کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا نفسانی خواہشات پر آرے چلا چلا کر اور ہتھوڑے مار مار کر جب اس کو کچل دیا تو اب وہ نفس کچلنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی تجلی گاہ بن گیا۔

دل تو ہے ہی ٹوٹنے کے لیے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ایک مثال دیا کرتے تھے: اب تو وہ زمانہ چلا گیا، پہلے زمانہ میں یونانی حکیم ہوا کرتے تھے، وہ کشتہ بنایا کرتے تھے، سونے کا کشتہ، چاندی کا کشتہ، اور نہ جانے کیا کیا کشتے تیار کرتے تھے، اور کشتہ بنانے کے لیے وہ سونے کو جلاتے تھے اور اتنا جلاتے تھے کہ وہ سونا راکھ بن جاتا تھا اور کہتے تھے کہ سونے کو جتنا زیادہ جلایا جائے گا اس کی طاقت اور قیمت میں اتنا ہی زیادہ اضافہ ہوگا۔ اب جلا جلا کر جب کُشتہ تیار کیا تو وہ کشتہ تیار ہو گیا، کوئی اس کو ذرا سا کھا لے تو بہت طاقت و قوت آ جائے گی۔ تو جب سونے کو جلا جلا کر مٹا مٹا کر پامال کر کے راکھ...... (**بقیہ**، ص 10 پر)

یہ دعویٰ پاکیزگی کا زیبا نہیں

ابو ناجیہ لاہور

سب سے بڑا عیب حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ سب سے بڑا عیب ہے کہ آدمی اپنے آپ کو بے عیب سمجھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۝ (سورۃ النجم، آیت:32) ”لہٰذا تم اپنے آپ کو پاکیزہ نہ ٹھہراؤ، وہ خوب جانتا ہے کہ کون متقی ہے۔“ (حدود و قیود، التصدی للغیر، ص373)

کیسی پاکیزگی... کیسی بزرگی؟ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ اِس آیت کی تفسیر اور فوائد میں تحریر کرتے ہیں: اگر تقویٰ (پرہیزگاری) کی کچھ توفیق اللہ تعالیٰ نے دی ہے تو شیخی نہ مارو، اور اپنے آپ کو بہت بزرگ نہ بناؤ، وہ سب کی بزرگی اور پاک بازی کو خوب جانتا ہے اور اُس وقت سے جانتا ہے جب تم نے ہستی کے اِس دائرہ میں قدم بھی نہ رکھا تھا۔ آدمی کو چاہیے کہ اپنی اصل کو نہ بھولے، جس کی ابتدا مٹی سے تھی، پھر بطنِ مادر (ماں کے پیٹ) کی تاریکیوں میں ناپاک خون سے پرورش پاتا رہا، اُس کے بعد کتنی جسمانی و روحانی کمزوریوں سے دوچار ہوا، آخر میں اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک بلند مقام پر پہنچا دیا تو اُس کو اِس قدر بڑھ چڑھ کر دعوے کرنے کا حق نہیں ہے، جو واقعی متقی (پرہیزگار) ہوتے ہیں وہ دعویٰ کرتے ہوئے شرماتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اب بھی پوری طرح کمزوریوں سے پاک ہوجانا بشریت (انسانیت) کی حد سے باہر ہے، کچھ نہ کچھ آلودگی سب کو ہوجاتی ہے، مگر جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ اور بچا کر رکھے۔ (تفسیر عثمانی، ص700)

دعویٰ کی یہ صورت.... بھی پسندیدہ نہیں: نبی کریم ﷺ کو ایسا نام رکھنا بھی پسند نہ تھا جس سے اپنی بڑائی اور خوبی کی طرف اشارہ ہوتا ہو، چناں چہ حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: میرا نام ”بَرّہ“ تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی جانوں کا تزکیہ نہ کرو، یعنی یوں نہ کہو کہ میں نیک ہوں، اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تم میں نیکی والے کون ہیں، اِس کا نام ”زینب“ رکھ دو“ (صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب تغییر اسم القبیح....2142) اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کسی کا نام بَرّہ (نیک عورت) ہوگا، جب اُس سے پوچھا جائے گا: تم کون ہو؟ تو وہ یہ کہے گی: اَنَا بَرَّۃٌ یعنی ”میں نیک عورت ہوں“، اِس میں بہ ظاہر صورتاً خود اپنی زبان سے نیک ہونے کا دعویٰ ہوجاتا ہے، لہٰذا اِس سے منع فرمادیا۔

بڑی اپنی برائیوں پر جو نظر ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو مختلف نصیحتیں ارشاد فرمائیں اُن میں سے ایک نصیحت یہ تھی: ”تجھے تیری خامیوں کا علم لوگوں کو بُرا بھلا کہنے سے روکے رکھے۔“

(شعب الایمان للبیہقی، حفظ اللسان:4592)

جب انسان اپنے عیوب سامنے رکھتا ہے، اور اس کو اپنے سے دور کرنے کے لیے کوشش کرتا ہے، پھر وہ کسی اور کے عیوب کے درپے نہیں ہوتا، کسی کو عار نہیں دلاتا اور کسی کی غیبت نہیں کرتا۔ اِسی مفہوم کو بہادر شاہ ظفر نے کس خوبی سے (**بقیہ**، ص:14 پر)

القرآن الکریم، ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا ہے، سب پر غالب ہے۔ (سورۃ الحدید، آیت:25)

اِس قدر بھی ضبطِ غم اچھا نہیں

ازافادات:
حضرت عارف باللہ مولانا شاہ حکیم محمد اختر
رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک بزرگ بیمار پڑ گئے ایک دوسرے بزرگ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے انہوں نے جا کر دیکھا کہ تو وہ بیمار بزرگ ''الحمدللہ، الحمدللہ'' کا وِرد کر رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ کا یہ عمل تو بہت اچھا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے ہیں، لیکن اس موقع پر تھوڑی ہائے ہائے بھی کرو۔ اور جب تک ہائے ہائے نہیں کرو گے، شفا نہیں ہوگی۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ تکلیف اس لیے دی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری بھی کریں اور بندگی کا تقاضہ بھی یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے سامنے بہادر نہ بنے، بلکہ شکستگی اور کمزوری کا اظہار کرے، اور یہ کہے کہ یا اللہ تعالیٰ! میں عاجز اور کمزور ہوں اس بیماری کا متحمل نہیں ہوں، میری یہ بیماری دور فرما دیجیے حضرت ذکی کیفی رحمہ اللہ تعالیٰ بڑے اچھے شعر کہا کرتے تھے، ایک شعر میں انہوں نے اس مضمون کو بڑے خوب صورت انداز میں بیان کیا ہے۔ فرمایا کہ

اس قدر بھی ضبط غم اچھا نہیں
توڑنا ہے حسن کا پندار کیا

یعنی جب اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی تکلیف دے رہے ہیں تو اس تکلیف پر اس قدر ضبط کرنا کہ آدمی کے منہ سے آہ بھی نہ نکلے اور تکلیف کا ذرہ برابر بھی اظہار نہ ہو یہ بھی کوئی اچھی بات نہیں۔ کیا اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے سامنے بہادری دکھانا مقصود ہے کہ آپ کو جو کرنا ہے کر لیں ہم تو ویسے کے ویسے ہی رہیں گے، العیاذ باللہ تعالیٰ!

ایک عبرت آموز واقعہ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک بزرگ کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ کسی حال میں ان کے منہ سے یہ جملہ نکل گیا، جس میں اللہ تعالیٰ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ۔

لَیْسَ لِیْ فِیْ سِوَاکَ حَظٌّ
فَکَیْفَ مَاشِئْتَ فَاخْتَبِرْنِیْ

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ! آپ کے علاوہ مجھے کسی کی ذات میں کوئی مزہ نہیں ہے۔ آپ جس طرح چاہیں، مجھے آزما کر دیکھ لیں۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

گویا کہ اللہ تعالیٰ کو آزمانے کی دعوت دے دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا پیشاب بند ہو گیا، اب مثانہ پیشاب سے بھرا ہوا ہے، لیکن خارج ہونے کا راستہ نہیں۔ کئی دن اس حالت میں گزر گئے، بالآخر یاد آیا کہ کتنی غلط بات میرے منہ سے نکل گئی تھی، ان بزرگ کے پاس چھوٹے چھوٹے بچے پڑھنے کے لیے آیا کرتے تھے، اس حالت میں وہ ان بچوں سے کہتے کہ ''اپنے جھوٹے چچا کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ مجھے اس بیماری سے نکال دیں'' چناں چہ بچوں کی دُعا سے اُن کی تکلیف دور ہوئی۔

ایمان کی تکمیل رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے شادی کی تو اُس کا آدھا ایمان مکمل ہو گیا لہٰذا اُسے باقی آدھے ایمان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ (المعجم الاوسط، رقم الحدیث: 7647، اسنادہ ضعیف)

بسلسلہ اصلاحی مجالس

حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ

بانی جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

محققین کے احوال

اخذ و ترتیب

مولانا مفتی محمد نوید خان صاحب لاہور

محقق پر اعتراض کی وجہ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جو آدمی زیادہ محقق ہوتا ہے، لوگ اس پر اعتراض زیادہ کرتے ہیں کیوں کہ اس کی نظر گہری ہوتی ہے۔ دوسروں کی نظر گہری نہیں ہوتی اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ یہ غلط بات کہہ رہا ہے۔ حتی کہ بعض لوگ اس پر کفر کا فتویٰ بھی لگا دیتے ہیں۔ حالاں کہ کفر نہیں ہوتا، ان کی تحقیق ہوتی ہے، گہرائی ہوتی ہے، وہ دین کو گہری نظر سے دیکھتے ہیں اور اچھے طریقے سے سمجھتے ہیں، اس لئے ان پر کفر کا فتوی لگانا غلطی ہے۔

محققین کی صحبت اختیار کیجیے اس لیے ہر شخص اپنے آپ کو ٹھیک کرے، خود علم میں گہرائی حاصل کرے اور محققین کے پاس بیٹھے تا کہ علم میں گہرائی حاصل ہو علم میں گہرائی، گہرائی والوں کے پاس بیٹھنے سے آتی ہے۔ جیسے تفقہ اور اجتہاد ہے یہ بڑے درجے کے علماء کے پاس بیٹھنے سے آتا ہے۔ اسلام کی پہلی چار صدیوں کے بعد اجتہاد تو ویسے ہی بند ہو گیا، پہلے جو اجتہاد ہوتا ہے وہ بڑے درجے کے حضرات کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے ہوتا تھا۔

ازواج مطہرات مجتہدہ تھیں اسی لئے ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن جو دن رات نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ رہتی تھیں، ان میں اجتہاد کا درجہ پیدا ہو گیا تھا۔ باقی صحابہ میں بعض مجتہد تھے اور بعض مجتہد نہیں تھے۔ ازواج مطہرات مجتہدہ تھیں، ان کا بڑا اونچا مقام تھا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاس رہنے کی وجہ سے ان کے علم میں گہرائی آ گئی تھی۔ اجتہاد گہرے علم ہی کو کہتے ہیں۔ گہرے علم والا آدمی مجتہد اور فقیہ ہوتا ہے۔

مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

(صحیح البخاری: باب من یرد اللہ بہ خیرا: 71)

یعنی اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا معاملہ فرمانا چاہتے ہیں اس کو دین میں فقاہت یعنی گہرائی عطا فرما دیتے ہیں۔ پھر مسائل کو آگے پہنچانے کا کام بھی بہت زیادہ ازواجِ مطہرات نے کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتہائی اُونچا مقام تھا کہ انھوں نے اکیلے دین کے دوتہائی مسائل آگے لوگوں تک پہنچائے ہیں۔ یعنی مثلاً دین کے اگر تین لاکھ مسائل ہیں تو ان میں سے دو لاکھ مسائل حضرت اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پہنچائے ہیں۔ باقی ایک لاکھ مسائل دوسرے صحابہ نے پہنچائے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دشمنان اسلام کا بغض

اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برائی وہی لوگ کرتے ہیں جو دین کے دشمن ہیں، دین کو مٹانا چاہتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی ایک دفعہ لوگوں نے اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگا دی تھی۔ اس تہمت کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک نازل فرمایا۔ قرآن پاک میں ایک رکوع سے زیادہ حصہ

تہمت کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ آپ فرماتی ہیں کہ میرا خیال تھا کہ ویسے ہی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ اطلاع دے دیں گے، لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ بات نازل فرمائی، جس کو لوگ نمازوں میں پڑھتے ہیں اور قیامت تک پڑھا جاتا رہے گا۔ ان آیات میں یہ مضمون ہے کہ تم ایسی عورت پر تہمت لگاتے ہو جن کی بڑی اونچی شان ہے اور تہمت لگانے والوں کا رد کیا گیا ہے۔

محقق اور غیر محقق میں فرق حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولنا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے محقق اور غیر محقق کا فرق یہ بیان فرمایا کہ جو سمجھدار ہو، دین کے مسائل سے خوب واقف ہو، ایسے شخص کے ایک منٹ کے بیان میں وہ فائدہ ہو جاتا ہے، جو دوسرے کے آدھے گھنٹے میں نہیں ہوتا۔ کیوں کہ جو محقق ہوتا ہے وہ مسائل کو ایسے بیان کر رہا ہے، جیسے کوئی شخص دیکھ کر کوئی چیز بتا رہا ہو۔ وہ تحقیق کے ساتھ اعتماد کے ساتھ، پورے علم کے ساتھ اس کو بیان کرتا ہے۔ اس کی تقریر اور بیان کا فائدہ ہوتا ہے اور جو شخص محقق نہیں ہوتا، سنی سنائی باتیں کر دیتا ہے، وہ آدھا گھنٹہ بھی بیان کرے، تو اس کا فائدہ نہیں ہوتا۔

محقق بنیے! اس لئے دین میں تحقیق حاصل کرنی چاہئے ظاہر اور باطن کے مسائل کو خوب سمجھنا چاہئے۔ بڑے بڑے محقق اساتذہ سے فائدہ حاصل کرنا چاہئے، ان کی بیان کی ہوئی باتوں کو غور سے سننا چاہئے، سمجھنا چاہئے پھر عمل بھی کرنا چاہئے۔ علم کے بعد عمل بھی ہو جائے تو اس سے علم میں پختگی آتی ہے۔ ایسا شخص جو علم وعمل میں کامل ہو، اس کے تھوڑی دیر بیان کرنے سے بھی فائدہ زیادہ ہو جاتا ہے اور جو مسائل سے واقف نہیں ہے، اس کے آدھے گھنٹے کے بیان سے بھی اتنا فائدہ نہیں ہوتا۔ خود بھی کوشش کرے کہ محقق بن جائے، علم حاصل کرے، شیخ سے فائدہ حاصل کرے۔ شیخ کے پاس بیٹھے، زیادہ آئے جائے، اس کی باتوں کو سمجھے، اساتذہ کی باتوں کو سمجھے، اس طرح بندہ محقق بن جاتا ہے۔ پھر وہ جو بات بیان کرے گا وہ اعلیٰ درجے کی ہوگی، محققانہ ہوگی، عمدہ ہوگی، اثر ہوگا، فائدہ بھی ہوگا۔ خاص کر علم پر عمل کرنے سے بیان میں، بات میں اثر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دیں، آمین

(بقیہ، ص: 6 کا)

..... بنا دیا تو اب یہ کشتہ تیار ہو گیا۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ ان خواہشات نفس کو جب کچلو گے اور کچل کچل کر پیس پیس کر راکھ بنا کر فنا کر دو گے تب یہ کشتہ بن جائے گا، اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کی قوت آجائے گی، اور اللہ تعالیٰ کی محبت آجائے گی۔ اب دل اللہ تعالیٰ کی تجلی گاہ بن جائے گا، تو اس دل کو جتنا توڑو گے اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں محبوب بن گا۔

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ

بے شک اللہ ہی رزق دینے والا مستحکم قوت والا ہے

سورۃ الذاریات، آیت: 58

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِیْنَ

صرف چند عبادات میں کثرت مطلوب ہے!

مدیر ماہ نامہ علم و عمل لاہور

قرآن کریم اور حدیث شریف سے ہمیں جو اعمال بجا لانے کے احکامات ملتے ہیں ان میں زیادہ تر یہی آتا ہے کہ اعمال جو بھی کریں روزانہ کیا کریں اگرچہ تھوڑے ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ جوش و خروش میں ایک دن بہت سے اعمال کر لیے پھر چھوڑ دیئے، ایسا نہیں کرنا چاہیے! بلکہ حدیث شریف میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو بندوں کے وہ اعمال بہت زیادہ پسند ہیں جو ہمیشہ کرتے رہیں (استقامت اور پابندی کے ساتھ) اگرچہ (تعداد میں) تھوڑے ہوں

(صحیح مسلم، 541/1، رقم الحدیث: 783)

اس لیے ہمیشہ ہمیں نیک کام پابندی سے کرنے اور جاری رکھنے چاہئیں۔ شریعت میں چند کام پھر بھی ایسے ہیں جنہیں کثرت (یعنی زیادہ تعداد) سے کیئے جانے کا حکم ملتا ہے۔

1 کثرت سے ذِکر کرنا اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ سے زیادہ کیا کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کیا کرو۔ (سورۃ الاحزاب، آیت 42-41)

اس کی کوئی حد و پابندی نہیں کہ ذکر کب کرنا ہے، کتنا کرنا ہے؟ حتیٰ کہ پاکی اور ناپاکی دونوں حالتوں میں، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، آتے جاتے سب حالات و واقعات میں ذکرِ الٰہی کر سکتے ہیں اور کرنا چاہیے۔

2 کثرت سے استغفار کرنا حدیث شریف میں ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے استغفار کثرت سے کیا اللہ تعالیٰ اسے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ ضرور بنا دیتے ہیں اور اس کے لیے غیب سے رزق کا انتظام فرما دیتے ہیں، جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتا ہے وہاں سے رِزق اُسے مل جاتا ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم 291/4، رقم الحدیث: 7677، اسنادہ صحیح)

معلوم ہوا کہ زیادہ سے زیادہ استغفار کرنا چاہیے۔ ایک روایت میں ہے کہ ''خوش خبری ہے اس شخص کے لیے جس کے صحیفہ (اعمال نامہ) میں استغفار زیادہ پایا گیا۔ (ابن ماجہ، باب الاستغفار: 3818، اسنادہ صحیح)

3 موت کو کثرت سے یاد کرنا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا لذتوں (خواہشوں) کو (ایک دم) مٹا دینے والی چیز موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ (سنن ترمذی، باب ماجاء فی ذکر الموت 129/4، رقم الحدیث: 2307، اسنادہ حسن)

4 درود شریف کثرت سے پڑھنا

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھا ہوگا''۔

(سنن ترمذی 612/1، رقم الحدیث: 484، اسنادہ حسن)

معلوم ہوا کہ قربِ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذریعہ کثرت سے درود شریف پڑھا جانا ہے۔

5 کثرت سے سجدے کرنا حدیث شریف کے مطابق ہر سجدہ کے بدلہ میں ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ایک نیکی لکھی جاتی ہے، ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے، لہٰذا کثرت سے سجدے کیا کرو۔

(سنن ابن ماجہ 424/2، رقم الحدیث:1424، اسنادہ صحیح)

معلوم ہوا کہ سجدوں کی کثرت مطلوب ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک رات ایک صحابی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سوئے، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا مانگو جو کچھ مانگنا چاہتے ہو! تو انہوں نے کہا کہ آپ کا ساتھ، پھر فرمایا اور کچھ؟ تو صحابی نے کہا بس یہی! تو پھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: فَاَعِنِّی عَلٰی نَفْسِکَ بِکَثْرَةِ السُّجُوْدِ (صحیح مسلم 353/1، رقم الحدیث:489)

ترجمہ: پھر میری زیادہ سجدوں سے اپنے پر مدد کرو۔ (یعنی زیادہ سجدے کیا کرو)۔

نفلی نمازیں زیادہ بڑھا کر سجدے بڑھائے جاسکتے ہیں اور شکرانے کے نفلی سجدے علیحدہ بھی کیے جاسکتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب کوئی ایسا معاملہ پیش آتا جس سے آپ خوش ہوتے یا وہ خوش کن معاملہ ہوتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ میں تشریف لے جاتے تھے۔

(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث:1394، اسنادہ حسن لغیرہ)

6 کثرت سے سلام کرنا حدیث شریف میں ہے:

اَفْشُوا السَّلَامَ (ترمذی:2485، اسنادہ صحیح)

ترجمہ: ''سلام پھیلاؤ!'' اِس کی کثرت ہوگی تو پھیلے گا نیز ایک روایت میں ہے کہ روزانہ بیس سلام دن کو، بیس سلام رات کو کرنے والے کے لیے جنت واجب ہوجاتی ہے۔ (مجمع الزوائد 12734، ضعیف)

7 کثرت سے تلاوت کرنا زیادہ تلاوت سے ذکر بھی اور اعلیٰ عبادت میں اکٹھے ہوجاتے ہیں اور دلوں کا زنگ بھی اُترتا چلا جاتا ہے۔ اور تلاوتِ قرآن کریم سے اللہ تعالیٰ بہت زیادہ خوش ہوتے ہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے خواب میں اللہ تعالیٰ سے پوچھا تھا کہ آپ کا قرب سب سے زیادہ کس چیز سے حاصل ہوتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے خواب میں جواب ارشاد فرمایا: تلاوتِ قرآن کریم سے، پھر پوچھا کہ سمجھ کر پڑھے یا بغیر سمجھے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سمجھ کر پڑھے یا بغیر سمجھے، میرا قرب پالوگے

(سیر اعلام النبلاء للذھبی 347/11)

عام ذِکر اور تلاوت میں فرق مثلاً سُبْحَانَ اللہ نیکی کا چھوٹا یونٹ ہے۔ اس میں نو حرف ہیں اور ایک بار سُبْحَانَ اللہ کہنے سے ایک نیکی ملتی ہے جو دس گنا ہوتی ہے۔ یہ عام ذکر میں داخل ہے۔ جب کہ تلاوت قرآن کریم کا اُصول یہ ہے کہ ہر ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ الٓمٓ کے پڑھنے پر حدیث شریف کے مطابق تیس نیکیاں ملتی ہیں۔ (ترمذی، باب ماجاء فیمن قرأ حرفا من القرآن مالہ من الاجر 25/5، رقم الحدیث:2910، اسنادہ حسن صحیح)

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ

دِین سے ناواقفیت کی انتہا

مولانا منیر احمد صاحب علوی

آج کل اگر ہم دین کی کوئی بات کرتے ہیں تو اس میں عموماً اصلاح والی باتیں نہ ہونے کے برابر ہوتی ہیں بلکہ عموماً ان باتوں میں یا تو فرقہ واریت کے اندر مبتلا ہوجاتے ہیں، کبھی سیاست پر گفتگو چھیڑ دی جاتی ہے یا کبھی ایسے نظریاتی مسائل پر گفتگو شروع ہوجاتی ہے جن کا عملی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آج ہمارے معاشرہ میں دین سے ناواقفیت اتنی عام ہوگئی ہے کہ پہلے دین کی جو باتیں چھوٹے بچوں کو بھی معلوم ہوتی تھیں، آج بڑے بڑے پڑھے لکھے اور تعلیم یافتہ افراد کو معلوم نہیں ہیں اور اگر ان کو بتایا جائے کہ دین کی بات ہے تو اجنبیت اور حیرت سے پوچھتے ہیں کہ اچھا یہ بھی دین کی بات ہے۔ ہمیں تو معلوم ہی نہیں ہے کہ یہ بھی دین کا حصہ ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ آج ہمارے اندر سے اپنی اصلاح کی فکر ختم ہوگئی ہے۔ قرآن کریم صاف صاف یہ کہہ رہا ہے کہ جب تک تم میں سے ہر شخص اپنی اصلاح کی فکر اپنے دل میں پیدا نہیں کرے گا۔ یاد رکھیے! معاشرہ کی اصلاح کبھی نہیں ہوگی، چاہے اصلاح کی جتنی انجمنیں بنالو، جتنے ادارے سے قائم کرلو۔

ہمارا حال ہمارا حال یہ ہے مثلاً اب اگر میں جھنڈے لگا کر اور بینرز لگا کر اصلاح معاشرہ کے نعرے لگاتا پھرتا ہوں لیکن خود میرا یہ حال ہے کہ جب رشوت لینے کا موقع آتا ہے تو کسی سے پیچھے نہیں رہتا، اور جب دوسرے کو دھوکہ دے کر اس سے پیسے بٹورنے کا موقع مل جائے تو اس سے نہیں چوکتا، اور سودی نظام کے خلاف نعرے لگانے میں پیش پیش ہوں لیکن جب سودی معاملہ کرنے کا وقت آتا ہے تو خاموشی سے وہ معاملہ کرلیتا ہوں۔ بتایئے! پھر معاشرہ کی اصلاح کہاں سے ہو؟ ساری دنیا کو بُرا بھلا کہتا ہوں کہ آج لوگ جھوٹے ہوگئے ہیں، مکروفریب پھیل گیا ہے، دھوکہ بازی ہوگئی ہے۔ فسق وفجور کا بازار گرم ہے، لیکن جب جھوٹ بولنے کا موقع آجاتا ہے یا چھٹی بڑھانے کے لیے جھوٹا اور جعلی میڈیکل سٹرفکیٹ بنانے کا موقع آجاتا ہے تو کیا کبھی میں یہ سوچتا ہوں کہ یہ جھوٹا میڈیکل سرٹیفکیٹ لے رہا ہوں۔ یہ جھوٹ ہے، اور اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے والی بات ہے۔ بتایئے جب یہ سارے بُرے کام نہیں چھوڑتا تو پھر میرے اِصلاح معاشرہ کے نعرہ لگانے سے، جلسے کرنے سے اور جلوس نکالنے سے کیا حاصل ہے؟ اسی طرح اگر میں دوسروں کو تو یہ طعنے دیتا ہوں کہ وہ دین سے دور چلے گئے ہیں اور دین کے احکامات پر عمل پیرا نہیں ہیں، لیکن میری کوئی مجلس غیبت سے خالی نہیں ہوتی کسی نہ کسی کی برائی کرتا رہتا ہوں، اور اس طرح قرآن کریم کے فرمان کے مطابق ہر روز اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہوں۔ (سورۃ الحجرات، آیت: 12)

بتایئے! پھر معاشرہ کی اصلاح کہاں سے ہو؟

ہمارے شکوؤں کی اصل وجہ

مولانا
محمد سرور بن جمعہ خاں

آج ہم اکثر و بیشتر شکوے کرتے کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعا تو سنتا ہی نہیں، دعائیں قبول نہیں ہوتیں، ہم تو دعائیں مانگ مانگ کر تھک گئے ہیں، او جی! کیا کریں کہ ہم نے تو بڑا کچھ پڑھا بھی ہے۔ یہ سارے شکوے کس لیے ہوتے ہیں؟ اس لیے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے عبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ پر کوئی احسان چڑھا دیا ہے۔ ہمارے شکوؤں کی اصل وجہ یہی ہے۔

احسانات ِخداوندی میرے دوستو! یاد رکھیے گا:

منت منہ کہ خدمت سلطان ھمی کنی
منت ازو شناس کہ در ِ خدمت گزار شنت

ترجمہ: اے خادم! تو بادشاہ پر احسان نہ جتلا کہ تو بادشاہ کی خدمت کر رہا ہے، ارے! بادشاہ کی خدمت کرنے والے تو لاکھوں ہیں لیکن یہ بادشاہ کا تجھ پر احسان ہے کہ اس نے تجھے خدمت کے لیے قبول کر لیا ہے۔

رب تعالیٰ کا احسان: کیا احسان جتلاتے پھرتے ہیں کہ ہم عبادتیں کرتے ہیں۔ کیا عبادتیں کرنے والوں کی کوئی کمی ہے؟ نہیں یہ تو پروردگار کا ہم پر احسان ہے کہ اس نے ہمیں عبادت کی توفیق عطا فرما دی، اس نے اپنی یاد کی توفیق عطا فرما دی، تو ہم اللہ ربّ العزت کا احسان مانیں کہ پروردگار! یہ آپ کا کرم ہے (میرا ذاتی کوئی کمال نہیں ہے)۔

شکر ہے تیرا خدایا میں تو اس قابل نہ تھا
تو نے اپنے گھر بلایا میں تو اس قابل نہ تھا
میں کہ تھا بے راہ تو نے دستگیری آپ کی
گرد کعبے کے پھرایا میں تو اس قابل نہ تھا
مدتوں کی پیاس کو سیراب تو نے کر دیا
جام زمزم کا پلایا میں تو اس قابل نہ تھا
ڈال دی ٹھنڈک مرے سینے میں تو نے ساقیا
اپنے سینے سے لگایا میں تو اس قابل نہ تھا
تیری رحمت تیری شفقت سے ہوا مجھ کو نصیب
گنبد ِ خضریٰ کا سایہ میں تو اس قابل نہ تھا
بارگاہ سیدالکونین میں آکر نفیس
سوچتا ہوں کیسے آیا میں تو اِس قابل نہ تھا

شکر کی کمی کا وبال میرے دوستو! ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی زبان سے اپنے جسم سے اور اپنی عبادات سے اپنے پروردگار کا جتنا شکر ادا کریں اتنا تھوڑا ہے۔ آج یہ عمل امت میں گھٹتا چلا جا رہا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں واپس لیتے چلے جا رہے ہیں

اللہ تعالیٰ ہمیں شکوے و شکایات کے بجائے ہمہ وقت شکر گزاری نصیب فرمائیں آمین

(بقیہ، ص: 7 کا) اشعار کی لڑی میں پرویا ہے۔

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر
رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر
تو نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین

دوسروں کا خادم بنے رہیے!

مولانا مفتی
محمد نوید خان صاحب لاہور

کسی کی خدمت کرنا ایک بڑی نیکی ہے۔ انسان کو چاہئے کہ اپنے آس پاس کے لوگوں، گھر والوں، رشتہ داروں اور احباب کی خدمت کرے یعنی ان کو راحت اور فائدہ پہنچانے کی کوشش کرے۔

خادم بنیے! حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اپنے آپ کو ہمیشہ خادم سمجھو۔ دن رات اس فکر میں رہو کہ کونسی گھڑی کسی شخص کی کس طرح خدمت ہو جائے۔ خادم بنو! مخدومیت کا خناس دل و دماغ سے نکالو!

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولنا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب آخری عمر میں صاحب فراش ہو گئے۔ کمزوری بھی تھی، اطباء نے ملاقات پر پابندی عائد کر رکھی تھی۔ لیٹے رہتے تھے۔ اسی حالت میں بعض اوقات اپنے خادم کے ذریعے کسی کو بلواتے جب وہ آتے تو جو کام تصنیف وغیرہ کا ان کے ذمہ سپرد کیا ہوتا اس سے متعلق ہدایات دیتے۔ خادم نے عرض کیا کہ آپ کو بات چیت سے منع کیا گیا ہے، فرماتے کہ بات تو تم ٹھیک کہتے ہو، بیماری میں یہ کام نہیں کرنے چاہئیں، لیکن میں یہ سوچتا ہوں کہ وہ لحاتِ زندگی کس کام کے جو کسی کی خدمت میں صَرف نہ ہوں۔

خدمت کرنا نہ چھوڑیئے!

بعض لوگ اعلی منصب پر جب فائز ہو جاتے ہیں تو اپنے آپ کو مخدوم سمجھنا شروع کر دیتے ہیں، دوسروں کی خدمت کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن جن کا اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق ہوتا ہے وہ ساری عمر مخلوق کے ساتھ شفقت اور رحمت کا برتاؤ نبھاتے رہتے ہیں۔

حضرت مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک بڑے میاں بوڑھے جو کچھ سامان اُٹھائے جا رہے تھے، مجھے خیال آیا کہ ان بوڑھے میاں سے سامان اٹھایا نہیں جا رہا تو عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کا سامان اٹھالوں؟ اُنہوں نے اجازت دے دی۔ راستے میں بات چیت ہوتی رہی۔ بڑے میاں نے پوچھا کہ مولوی صاحب آپ کہاں کے رہنے والے ہو؟ حضرت نے فرمایا کہ کاندھلہ کا رہنے والا ہوں۔ پوچھا کہ کاندھلہ میں مولوی مظفر حسین کو بھی دیکھا ہے؟ فرمایا: ہاں دیکھا تو ہے۔ بڑے میاں نے کہا: سنا ہے کہ وہ بڑے بزرگ آدمی ہیں؟ فرمایا کہ ہاں نماز تو پڑھتے ہیں۔ بڑے میاں نے کہا کہ میں انہی سے ملنے جا رہا ہوں۔ اب کاندھلہ شہر قریب آنا شروع ہوا تو حضرت مولنا کو دیکھ کر کوئی سلام کرتا، کوئی سامان لینے کی کوشش کرتا، آپ کی عزت کرتا اور اکرام کرتا۔ بڑے میاں بھی حیران کہ کیا قصہ ہے۔ پھر کچھ دیر بعد معلوم ہوا کہ یہی مولنا مظفر حسین صاحب ہیں۔ کہا کہ آپ نے مجھ سے گستاخی کرائی کہ آپ نے میرا سامان اٹھایا۔ فرمایا کہ اس میں گستاخی کی کیا بات ہوئی، آپ کو تکلیف ہو رہی تھی، میں نے سامان اٹھا کر وہ تکلیف دور کر دِی۔ یہ ان کا مقام اور اَخلاق تھے۔

امانت دار حکمران...خوش حال عوام

مولانا ابو سنان صاحب

اقتدار اگر بد دیانت افراد کے ہاتھوں میں ہو تو تمام تر وسائل کے باوجود عوام کو خوشحالی نصیب نہیں ہوسکتی، اور اگر اربابِ اقتدار عادل ہوں، خوفِ خدا تعالیٰ رکھتے ہوں، قیامت کے دن کے حساب و کتاب سے ڈرتے ہوں، اقتدار کو امانت سمجھتے ہوں تو اللہ تعالیٰ تھوڑے رزق و اسباب میں برکت عطا فرما دیتے ہیں

واقعہ ① ایک بادشاہ کا اپنے ملک میں کسی کسان کے باغ کے پاس سے گزر ہوا، اسے پیاس لگ رہی تھی، اس نے کچھ پینے کی خواہش ظاہر کی تو کسان نے محض ایک مسافر کی خدمت کے جذبہ سے باغ سے انار توڑ کر نچوڑا تو ایک ہی انار کے رس سے پیالہ بھر گیا بادشاہ کو تعجب بھی ہوا اور دل میں یہ خیال بھی آگیا کہ کسی نہ کسی بہانے سے اس باغ پر قبضہ کر لینا چاہا، کچھ دنوں کے بعد وہ بادشاہ دوبارہ وہیں سے گزرا اور اس نے خود سے انار کا رس پینے کی خواہش ظاہر کی، کسان نے کئی انار نچوڑے تب جا کر بڑی مشکل سے پیالہ بھرا۔ بادشاہ نے حیران ہو کر پوچھا کہ پہلی بار تو ایک ہی انار سے پیالہ بھر گیا تھا، اب کی بار کئی انار کیوں نچوڑنے پڑے؟ کسان یہ نہیں جانتا تھا کہ میں اپنے ملک کے بادشاہ سے مخاطب ہوں، اس نے سیدھے سادھے دیہاتی انداز میں جواب دیا کہ ہمارے بادشاہ کے دل میں کھوٹ آگیا ہے، اور اس نے کسی پر ظلم کا ارادہ کر لیا ہے، بادشاہ اگر عادل ہو تو اس کے اثرات پوری عوام پر ظاہر ہوتے ہیں، کھیتیاں پھلتی پھولتی ہیں باغات فراوانی سے پھل دیتے ہیں، پورے ملک کے باشندوں کو امن وسکون اور تحفظ نصیب ہوتا ہے، انسان تو انسان حیوانوں تک میں اس کے اثرات دکھائی دیتے ہیں اور اگر بادشاہ ظالم ہو تو اس کے ظلم کے اثرات اسی حد تک محدود نہیں رہتے بلکہ ہر جگہ دکھائی دیتے ہیں

واقعہ ② تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جنگل میں ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا، اچانک بھیڑیئے نے آکر بکریوں کے ریوڑ پر حملہ کر دیا، تو چرواہا زار و قطار رونے لگا، لوگوں نے سمجھا کہ شاید بکری کے نقصان پر رو رہا ہے، لیکن جب اس سے پوچھا گیا کہ کیوں رو رہے ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ میرا دل کہتا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کا انتقال ہو گیا ہے کیوں کہ آج تک میرے ریوڑ پر کسی بھیڑیے کو حملہ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ آج اگر ایسا ہوا ہے تو یقیناً ہم عدل و انصاف کرنے والے خلیفہ کے سایہ سے محروم ہو گئے ہیں۔

چناں چہ تحقیق کی گئی تو پتہ چلا کہ عین اسی وقت جب بھیڑیے نے بکریوں پر حملہ کیا تھا، اسی وقت حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کا انتقال ہوا تھا۔

نرم مزاجی پر خوش خبری

اللہ تعالیٰ جب کسی سے محبت فرماتا ہے تو اُسے نرم مزاج بنا دیتا ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث: 2274، اسنادہ حسن)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تربیت رُوحانیت کے بھی 100 نمبر ہوتے ہیں

مدیر علم و عمل ماہنامہ لاہور

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ وَ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَ اَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِیْنَ

دنیا میں آنے کا مقصد سب انسانوں اور جنوں کا ایک ہی ہے کہ ہم آخرت کو فوکس کرلیں، آخرت میں کامیاب شمار ہونے والے خوش نصیبوں میں شامل ہوجائیں۔ دنیا میں رہ کر دنیا کو چھوڑنے کا حکم نہیں ہے بلکہ دُنیا میں رہ کر جائز طریقہ سے دنیا بھی کمائیں اور اپنے ایمان اور دین کا کمال درجہ بھی حاصل کرلیں۔ دنیا کے ساتھ دل نہ لگانے کا حکم ہے، ایمان کامل کرنے کے لیے اور اپنے ایمان کی کوالٹی اعلیٰ سے اعلیٰ بنانے کے لیے ہم دنیا میں آئے ہیں اور زندہ ہیں اور موت تک رہیں گے۔

دینی مدارس انہی مقاصد کے لیے ہوتے ہیں جہاں تعلیم کے نمبرات لگتے ہیں وہاں آخرت کی تیاری، روحانیت، اعمال، تربیت، روپ، چہرے کی نورانیت (چہرہ کی چمک جسے رُوحانی میک اپ کہا جانا چاہیے) کے لیے نمبرات ہونے چاہئیں۔

دینی مدارس میں داخلے عموماً نومسلموں کے نہیں بلکہ مسلمانوں کے ہوتے ہیں، انہیں فوری طور پر امتحانِ داخلہ کے وقت پرکھنا مشکل ہوتا ہے کہ یہ آخرت کے (روحانی) لحاظ سے کتنے نمبر پر ہے۔ مانا کہ یہ مشکل عمل ہے، لیکن درجہ اُولیٰ یعنی مدارس کے وہ طلباء جو عالِم دین بننے کے لیے پہلے سال میں داخلہ لیتے ہیں پھر پڑھتے پڑھتے دورۂ حدیث شریف (آٹھویں سال) تک پہنچ جاتے ہیں تو ہمیں عمر کے حساب سے اور تعلیمی دورانیہ (شروع کے چھ سات سال) میں اِن طلباء کی رُوحانیت جانچنا مشکل نہیں ہونا چاہیے۔

مشورہ: میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دورہ حدیث یعنی عالم دین بننے کے آخری سال میں طلباء کو شادی شدہ ہونا چاہیے۔ یہ وہ پہلے والا دور نہیں ہے، بلکہ یہ سوشل میڈیا کا دور ہے، گناہوں سے بچنے اور رُوحانیت حاصل کرنے کے لیے شادی شدہ ہونا ضروری ہے۔

تعلیم کتبِ حدیث اور ایمانی کیفیت لہذا بابرکت کتابیں صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، ابوداؤد شریف، ترمذی شریف، طحاوی شریف وغیرہ کتابیں پڑھنے سے پہلے اپنے ایمان اور دِین کو بھی نمبروں کے حساب سے روحانیت کا چیک اپ ہونا چاہیے مثلاً حدیث شریف کے مطابق آدھا دین (ایمان) شادی سے آتا ہے۔ (شعب الایمان: 5100، اسنادہ حسن)

تو 100 میں سے 50 نمبر صرف شادی شدہ کے روحانی بنتے ہیں، باقی آدھے دین میں ہر عام بندہ چلتا رہتا ہے۔ 50 نمبروں کے اندر اندر تو جو دینی طالب علم ہوگا اسے تو بالخصوص دورہ حدیث شریف کی بابرکت کتابیں پڑھنے سے پہلے شادی والے اپنے 50 نمبر پورے کرنے چاہئیں، پھر باقی نصف دین میں ترقی ساری زندگی کرتے رہنا چاہیے۔

اِس دور میں بغیر نکاح کے رہنا بہت خطرناک بات

الحدیث، ترجمہ: تم میں بہترین آدمی وہ ہے جو قرآن کریم کو سیکھے اور سکھائے۔ (صحیح البخاری: 5027)

ہے، پھر دورہ حدیث کی مبارک احادیث پڑھنے برکتیں سمیٹنے، محدثین کی برکتیں حاصل کرنے کے لیے شادی شدہ کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔ شادی کرنا مشکل ہو تو کم از کم نکاح ہو جائے۔ بغیر نکاح کے ایمان کامل ہو ہی نہیں سکتا۔ ساری زندگی کے اعمال کے 50 نمبر ہیں، اور صرف شادی کرنے کے 50 نمبر ہیں۔ اِس لیے مبارک کتابیں (دورہ حدیث کی کُتب) پڑھنے کے لیے شخصیت کو بھی مبارک بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

نکاح کی اہمیت اس کے علاوہ بھی نکاح کی بہت اہمیت ہے: 1 بے نکاح مرد اور عورت محتاج و مسکین ہیں۔ (المعجم الاوسط، رقم الحدیث: 6589 اسنادہ حسن)

2 نکاح شرم گاہ کے گناہوں سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔ (ترمذی، رقم الحدیث: 1081، اسنادہ صحیح)

3 بے نکاح آدمی شیطان کا بھائی اور آلہ کار ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث: 158، اسنادہ ضعیف)

4 نکاح نہ کرنا نصاریٰ کا طریقہ ہے اور وہ نکاح نہ کرنے کو عبادت سمجھتے ہیں۔ (ماخوذ از مصنف عبدالرزاق الصنعانی، رقم الحدیث: 12592، اسنادہ صحیح)

5 وسعت کے باوجود نکاح نہ کرنے والے کا نبی کریم ﷺ سے کوئی تعلق نہیں (المعجم الاوسط، رقم الحدیث: 989، اسنادہ حسن)

6 نکاح کرنا نبی کریم ﷺ کا طریقہ اور سنت ہے۔ (مسند ابی یعلی الموصلی، رقم الحدیث: 2748، اسنادہ صحیح)

شادی کی اہمیت احادیث کی روشنی میں: عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ عَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَاتَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدْ كَمَلَ نِصْفُ الدِّيْنِ (شعب الایمان، رقم الحدیث: 5100 اِسنادہ حسن)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جب بندہ نکاح کرتا ہے تو اس کا نصف دین مکمل ہو جاتا ہے۔ اس کو چاہیے باقی آدھے (یعنی دین کے) بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ رَزَقَهُ اللّٰهُ امْرَأَةً صَالِحَةً فَقَدْ اَعَانَهُ عَلٰى شَطْرِ دِيْنِهٖ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِي الشَّطْرِ الثَّانِيْ (المستدرک علی الصحیحین للحاکم، رقم الحدیث: 2681، اسنادہ صحیح)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے نیک بیوی عطا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے آدھے دین میں مدد فرمائی، اس کو چاہیے کہ باقی (یعنی دین کے) دوسرے نصف حصہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ تَزَوَّجَ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الْاِيْمَانِ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِيْ (المعجم الاوسط، رقم الحدیث: 7647، اسنادہ ضعیف)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے نکاح کیا تو اُس کا آدھا ایمان مکمل ہو گیا، لہٰذا اس کو باقی آدھے ایمان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بروقت نکاح کی توفیق عطا فرمائیں آمین

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ

راحت وسکون کا نسخہ

مولانا
محمد یوسف میواتی حفظہ اللہ

حضرت عون بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی کا ابتدائی حصہ مال داروں کے ساتھ گزارا (آپ خود بھی مال دار تھے)، صبح سے شام تک مال داروں کے ساتھ رہتا تھا، جب تک مال داروں کی مجلس میں رہا مجھ سے زیادہ غمگین انسان کوئی نہیں تھا کیوں کہ جہاں جاتا یہ دیکھتا کہ اس کا گھر میرے گھر سے اچھا ہے، اس کی سواری میری سواری سے اچھی ہے اس کا کپڑا میرے کپڑے سے اچھا ہے۔ ان چیزوں کو دیکھ دیکھ کر میرے دل میں کڑھن پیدا ہوتی تھی کہ مجھے تو ملا نہیں اور اس کو مل گیا، لیکن بعد میں دنیاوی حیثیت سے جو کم مال والے تھے ان کی صحبت اختیار کی اور ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے لگا تو میں راحت میں آ گیا، اس لیے کہ جس کو بھی دیکھتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ میں تو بہت خوشحال ہوں، میرا کھانا، کپڑے اور سواری ان سے اچھے ہیں، اس لیے اب میں راحت میں آ گیا ہوں الحمدللہ تعالیٰ! (حلیۃ الاولیاء 189/2)

قناعت سے بہتر کوئی دولت نہیں جب انسان کے دل میں ہوس کی آگ لگ جاتی ہے تو پھر اس کی کوئی حد نہیں ہوتی، پھر یہ ہوس انسان کو جلاتی رہتی ہے اور حاصل کچھ نہیں ہوتا۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں یہ دعا سکھلائی، ہم سب کو یہ دعا مانگنی چاہیے، اگر عربی الفاظ یاد ہو جائیں تو بہت ہی اچھا ہے ورنہ اپنی ہی زبان میں مانگ سکتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ قَنِّعْنِي بِمَا رَزَقْتَنِي وَاخْلُفْ عَلٰى كُلِّ غَائِبَةٍ لِّي مِنْكَ بِخَيْرٍ

(مستدرک حاکم، اوّل کتاب المناسک، رقم الحدیث: 1674، اسنادہ صحیح)

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ! جو کچھ آپ نے مجھے رزق (یعنی جس قسم کی بھی نعمتیں) عطا فرما رکھی ہیں ان پر مجھے قناعت عطا فرما دیجیے، جو نعمتیں مجھے حاصل نہیں ہیں ان کے بدلہ میں مجھے اپنی طرف سے جو میرے حق میں بہتر ہو عطا فرما دیجیے (کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ میں جس چیز کی خواہش کر رہا ہوں وہ میرے حق میں ٹھیک نہ ہو، لیکن آپ اپنے فضل و کرم سے جو مجھے عطا فرمائیں گے یقیناً وہی میرے لیے بہتر ہو گی۔

ایک خوب صورت دعا اَللّٰهُمَّ مَا رَزَقْتَنِي مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِّي فِيمَا تُحِبُّ وَمَا زَوَيْتَ عَنِّي مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغًا لِّي فِيمَا تُحِبُّ

(ترمذی، کتاب الدعوات، رقم الحدیث: 3491، اسنادہ حسن)

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ! میری پسندیدہ چیز جو آپ نے مجھے عطا فرمائی ہے اس چیز کو اُن کاموں کا ذریعہ بنا دیجیے جو آپ کو پسند ہیں، اور میری پسندیدہ چیز جو آپ نے مجھے نہیں دی اس کے بدلہ میں مجھے وہ چیز عطا فرما دیجیے جو آپ کی پسند ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ ہمیں ایمان وصحت، راحت وسکون اور خوش حالی والی زندگی عطا فرمائیں آمین ثم آمین

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ

الحدیث، ترجمہ: مؤمن پر لعنت کرنا (گناہ کے اعتبار سے) اس کو قتل کرنے کے برابر ہے۔ (صحیح مسلم: 303)

از افادات
حکیم الامت مجدد الملت حضرت
مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ

انبیاء کرام علیہم السلام اور معجزے

مولانا
محمد عمر فاروق صاحب لاہور

حضرت سلیمان علیہ السلام کو ساری دنیا کا مالک اور بادشاہ بنایا گیا تھا، یہ ایک معجزہ تھا کیوں کہ ہر نبی کو اس زمانے کے مطابق معجزہ دیا جاتا تھا۔ یعنی جس زمانہ میں جس چیز کا زور ہوتا ہے اسی طرح کا معجزہ اس قوم کے نبی کو دیا جاتا تھا۔ چناں چہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جادو کا بہت زور تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ معجزے عطا کیے گئے کہ جس سے جادوگر، حیران اور عاجز ہو گئے اور پھر آخر کار حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رسول برحق ماننا پڑا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طبّ کا بڑا زور تھا اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ کو زندہ کر دینے کا معجزہ عطا ہوا، لاعلاج برص والے کو صحت مند کرنے کا معجزہ دیا گیا اور اسی طرح پیدائشی نابینا کو بینائی عطا کرنے کا معجزہ عطا ہوا۔ اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں حکومت وسلطنت کا زور تھا کہ ہر بادشاہ اپنی طاقت، قوت پر مغرور تھا، اللہ تعالیٰ کے احکام کو بھول چکے تھے، اس زمانہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا اور ان کو ایسی زبردست بادشاہت دی گئی جس کو دیکھ کر وہ بادشاہ اپنی طاقت وزور سب بھول گئے اور مطیع ہوتے گئے۔

معجزہ کی حکمت ومصلحت

اور یہ بات کہ ہر نبی کو ایسا معجزہ کیوں دیا جاتا ہے؟ جس میں اس زمانے کی قوم منہمک ہو اور خوب مہارت رکھتی ہو۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ جس امر کا غلبہ ہوتا ہے اس کی انتہائی حد، زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ جب معجزہ اس آخری حد سے بھی آگے ہوگا تو وہ لوگ خوب سمجھ جائیں گے کہ یہ ہماری طاقت سے باہر ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور اس سے معجزہ کی مصلحت خوب ظاہر ہوگئی۔ اسی وجہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایسی زبردست سلطنت وبادشاہت دی گئی کہ دوسرے بادشاہوں پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ ہم چاہے مشرق سے مغرب تک تمام ملکوں کے مالک ہو جائیں مگر جنات اور جانوروں اور درندوں پر حاکم نہیں بن سکتے ہیں، ہوا کو ہم کیسے مسخر کریں گے؟ کہ صرف ایک دفعہ کہنے سے وہ کام کرنے لگے۔

پوری دنیا کی بادشاہت

اس سے ایک بات اور معلوم ہوئی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو سلطنت اور بادشاہت دی گئی تھی اس کی وجہ اوپر مذکور ہوئی ہے وہ خازن تھے، اس دولت سے متمول (مال دار) نہیں ہو گئے تھے، قرآن کریم سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے چناں چہ ایک مقام پر ارشاد ہے کہ داؤد علیہ السلام کو ہم نے سلطنت دی (اور سلطنت بھی چھوٹی نہیں بلکہ ملکِ عظیم عطا فرمایا)۔ (سورۃ البقرۃ، آیت:251)

اور ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ ”ہم نے ان کو زرہ بنانے کا حکم دیا۔“ (سورۃ سباء، آیت:11)

ایسا نہیں تھا کہ وہ سلطنت سے کھاتے پیتے تھے۔ چناں چہ حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے... (بقیہ، ص 28 پر)

الحدیث، ترجمہ: رشتہ داروں سے بدسلوکی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (صحیح مسلم:2556)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان افروز واقعات

مولانا عبدالرحیم صاحب

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت

ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے لوگوں سے فرمایا کہ مجھے بتاؤ لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا آپ ہی ہیں، (آپ بہت زیادہ بہادر تھے کہ آپ کو شیرِ خدا کہا جاتا ہے)۔ اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا میں تو صرف اس شخص سے لڑتا ہوں جو (شجاعت اور بہادری میں) میرا ہم پلہ ہو اور برابر ہو (اور یہ کوئی شجاعت نہیں) تم مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر کا نام بتاؤ۔

لوگوں نے کہا کہ ہمیں نہیں معلوم۔ اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا سب سے بہادر انسان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، کیوں کہ غزوہ بدر کے دن ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لیے ایک سائبان سا بنا دیا تھا۔ پھر ہم نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاس کون رہے گا؟ تاکہ مشرکین میں سے کوئی شر کے ارادہ سے آپ کی طرف نہ آسکے تو بخدا! ہم میں سے کسی کی ہمت نہ پڑی۔ مگر وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے، جو تلوار سونت کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سر مبارک کی جانب کھڑے ہو گئے، اور مشرکین میں سے جو شخص بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف آتا آپ اس پر حملہ کر دیتے۔ پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے زیادہ بہادر ہیں۔

اس واقعہ کو سنانے کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا میں نے ایک بار دیکھا کہ قریش نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو پکڑ لیا اور تکلیف پہنچانے لگے، کوئی دھکے دیتا، کوئی گھسیٹتا اور کہتے جاتے تو ہی ہے جس نے ایک خدا بنا دیا ہے۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمانے لگے، بخدا! ہم میں سے کوئی بھی آگے نہ بڑھا۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے، لوگوں کو دھکے دینے لگے، کسی کو مارا، کسی کو گھسیٹا اور کہنے لگے، تمہیں خدا تعالیٰ کی مار ہو! کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ تعالیٰ ہے؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے آنسو

اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی چادر اوپر اٹھائی اور رو پڑے حتیٰ کہ آپ کی داڑھی تر ہو گئی، پھر فرمایا میں تمہیں قسم دلا کر پوچھتا ہوں کہ فرعون کی اولاد میں کوئی مؤمن اچھا ہے یا ابوبکر؟ لوگ خاموش رہے، آپ نے فرمایا تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے؟ بخدا! ابوبکر صدیق کی ایک ساعت آلِ فرعون جو مؤمن ہو اس کی ہزار ساعات سے بہتر ہے، کیوں کہ وہ اپنے ایمان کو چھپاتا ہے اور اس شخص (ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنے ایمان کو ظاہر کیا۔

(تاریخ الخلفاء از علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ، ص:55)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی سچی محبت واتباع نصیب فرمائیں آمین ثم آمین

تاجر حضرات کے لیے 7 باتیں

جناب محمد حسن ہارون صاحب

جب تک انسان دنیا میں زندہ رہے وہ اسباب معاش کا محتاج رہتا ہے، اور حصول معاش کے لیے اسے کوئی نہ کوئی ذریعہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ اسلام ایک دین فطرت ہے، جس میں انسان کی تمام فطری ضروریات کا خیال رکھا گیا ہے، جہاں خالقِ حقیقی کا شکر بجالانے کے لیے عبادات کا سلسلہ رکھا ہے، وہاں دوسری طرف اپنے اور اپنے اہل وعیال کی ضروریات پوری کرنے کے لیے کسب وکام کرنے سے بھی منع نہیں کیا بلکہ اس کو ایک فریضہ قرار دیا ہے، تاہم تاکید ہے کہ حصول معاش کے لیے جائز اور حلال ذریعہ آمدن اختیار کرے اور اس کی طلب میں اتنا نہ کھپے کہ اپنی آخرت کو بھی بھول جائے حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سات چیزیں بیان کی ہیں اگر کوئی تاجر، مزدور، ملازمت پیشہ ان کی رعایت رکھے تو وہ اپنا دین اور اپنی آخرت بہتر کرسکتا ہے

1 اچھی اچھی نیتیں کیجیے یہ نیت رکھے کہ اس کام کے ذریعہ حلال کما کر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بچ جاؤں، اپنے اہل وعیال کی کفالت کرسکوں، دین پر عمل کرنے میں آسانی ہو، یہ نیت کرے کے معاملات عدل واحسان کے ساتھ انجام دوں گا، نیز یہ نیت بھی رکھے بازار میں اچھی باتوں کی ترغیب دوں گا اور بری باتوں سے منع کروں گا، اس قسم کی اچھی نیتیں کرنے سے وہ آخرت کے لیے عمل کرنے والا تصور ہوگا۔

2 فرض کفایہ سمجھیے! اپنی صنعت وتجارت کو فرض کِفایہ سمجھ کر ادا کرے، کیوں کہ لوگوں کی زندگی کی مختلف اشیاء کی پیداوار اور تجارت پر موقوف ہے۔

3 غفلت میں نہ پڑیئے! دُنیا کے بازار اس کو آخرت کے بازار یعنی مساجد سے نہ روکیں، چناں چہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاجروں سے فرمایا کرتے تھے کہ تم اپنے دن کا شروع کا وقت اپنی آخرت کے لیے رکھو اور اس کے بعد کا وقت اپنی دنیا کے لیے۔ ہمارے اسلاف دن کے شروع اور آخر کا وقت آخرت کو دیتے اور درمیان کا وقت تجارت کو اور اوقات نماز میں دکان کی حفاظت کے لیے ذمی لوگوں کو اجرت دے کر رکھتے جو ان کا ذریعہ معاش بن جاتا۔

4 ذکر اللہ میں مشغول رہیے صرف اس پر کفایت نہ کرے بلکہ اس کے ساتھ بازار میں بھی اللہ تعالیٰ کو یاد اور اس کا ذکر کرتا رہے۔

5 حریص نہ بنیے تجارت میں شدید حرص کا مظاہر نہ کرے کہ بازار میں سب سے پہلے آنے والا اور سب سے آخر میں جانے والا بنے۔

6 شبہات سے بچیے صرف حرام ہی سے نہیں بلکہ شبہات سے بھی بچے اور کسی معاملہ میں صرف تقویٰ پر انحصار نہ کرنے بلکہ اپنے دل سے بھی پوچھ لے اگر کچھ تردد پائے تو اس سے بچے۔

7 اپنے معاملات کو دیکھتا رہے لوگوں کے ساتھ اپنے کئے ہوئے ہر ہر معاملہ کا جائزہ لے اور مراقبہ کرے کہ اس سے کوئی کمی کوتاہی تو نہیں ہوئی، اور اگر آخرت میں بھی اس کے متعلق پوچھا گیا تو کیا اس کے پاس جواب ہوگا؟ (ماخوذ من احیاء علوم الدین، کتاب اداب الکسب والمعاش 2؍83)

شرکت اور کاروبار سے متعلق کچھ مسائل

مولانا مفتی محمد نوید خان صاحب لاہور

مسئلہ 1 چلتے کاروبار میں شرکت کی جاسکتی ہے اگر کاروبار ناجائز نہیں ہے، حلال ہے اور شرکت کے وقت دونوں شریک (جو شخص پہلے سے کاروبار کررہا ہے، اور جو بعد میں اپنی رقم ملا کر شریک ہورہا ہے) اپنے اپنے سرمایہ کا پورا حساب اور اسی اعتبار سے نفع ونقصان کا تناسب طے کرلیں تو شرکت درست ہے۔

مسئلہ 2 ایک شخص نے اپنی کمائی حرام مال کے ساتھ شروع کی، لیکن موجودہ کاروبار وسیع تر ہے، اور بالکل درست ہے ناجائز چیز نہیں ہے، اب یہ شخص اپنی کمائی صاف کروانا چاہتا ہے۔ تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ کاروبار کی ابتداء میں جتنا مال حرام لگایا ہے، اس کے بقدر رقم بغیر ثواب کی نیت کے صدقہ کردیں، تو باقی مال پاک ہوجائے گا۔ (فتاویٰ شامی 235/5)

مسئلہ 3 ایک شخص نے والد کے بیمار ہونے کے بعد گھر کا بڑا بیٹا ہونے کی وجہ سے روزگار تلاش کیا، محنت کی اپنا کاروبار شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ترقی دی، پھر اپنے چھوٹے بھائیوں کو اپنے ساتھ کاروبار میں لے آیا، بھائی اس کے ساتھ کام میں معاونت کرتے۔ اس دوران اُن کی تنخواہ تو طے نہیں کی لیکن ان کی ساری کفالت اور خرچہ وہی شخص ہی اٹھاتا تھا یہاں تک کہ ان کی شادیاں بھی کروائیں۔ کاروبار میں ترقی ہوتے ہوتے کچھ پلاٹ اور رقم جمع ہوچکی ہے۔ اب تمام بھائی الگ ہونا چاہتے ہیں۔ تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر دیگر بھائیوں کو کاروبار میں شامل کرتے ہوئے ان کو باقاعدہ کاروبار کے ایک مخصوص حصے کا شریک نہیں بنایا گیا تھا اور بعد میں کاروبار پھیلانے میں بھی اُنہوں نے سرمایہ نہیں لگایا تو اس صورت میں مکمل کاروبار اور اس حاصل کردہ آمدنی سے بنائے گئے اثاثہ جات اور نقدی کا مالک وہ بڑا بھائی ہے۔ دیگر بھائی جتنا عرصہ کاروبار میں شامل رہے ہیں، اُن کو اس دورانیے کی اُجرتِ مثل (یعنی جو ذمہ داری وہ کاروبار میں ادا کرتے رہے ہیں، عرف میں وہ ذمہ داری ادا کرنے والے کو جو اُجرت ادا کی جاتی ہے) دی جائے گی۔ جو اُجرتِ مثل بن جائے، اس میں سے وہ خرچہ منہا کردیا جائے جو اس دورانیے میں وہ شخص (بڑا بھائی) ان پر کرتا رہا ہے۔ اگر کچھ اضافی رقم بچ جائے تو وہ اُن کو ادا کردے۔ اگر کچھ نہ بچے تو بڑے بھائی کے ذمہ کوئی چیز لازم نہیں۔ ان کو کاروبار سے الگ کردینے پر بڑا بھائی گناہ گار نہیں ہوگا۔

مسئلہ 4 کاروبار میں دو شریک ہوں، دونوں کا سرمایہ لگا ہوا ہے، لیکن ایک شریک کام کرتا ہے دوسرا شریک کام ہی نہیں کرتا تو جو کام کرتا ہے اس کے لیے نفع کا تناسب سرمائے کے تناسب سے زیادہ مقرر کرنا درست ہوگا، اسی طرح دونوں کے سرمائے کے تناسب سے نفع کی تقسیم بھی درست ہوگی، لیکن جو شریک کام نہیں کرتا اس کے لیے نفع کا تناسب اس کے سرمائے سے زیادہ مقرر کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (فتاویٰ شامی 312/4)

علماء کرام سے تعلق رکھنا کیوں ضروری ہے؟

مولانا قاری سعید قاسم صاحب
لاہور

آج کل معاملات میں سخت لاپرواہی ہے، اس کی کھلی دلیل یہ ہے کہ جس طرح نماز، روزہ سے متعلق علماء کرام سے پوچھتے ہیں، معاملات میں کبھی نہیں پوچھتے رہن نامہ بیع نامہ کی دستاویز تو لکھ کر وکیل کو دکھا دیں گے کہ قانون حکومت کے خلافت تو نہیں؟ مگر کسی عالم کو کبھی نہیں دکھائیں گے قانون شریعت کے خلاف تو نہیں؟ اسی طرح مقدمہ میں جھوٹ بولنا اس میں علماء کرام سے بالکل نہیں پوچھیں گے کیوں کہ یہ عام طور پر سب کو معلوم ہے کہ جھوٹ بولنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ اس سے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ پوچھنے پر یہی فتویٰ ملے گا، تو پوچھ کر خود پر کیوں لعنت سنیں۔ میں کہتا ہوں پوچھا تو ہوتا کہ شاید اجازت ہی مل جاتی۔

علماء کرام سے پوچھتے رہیے اگرچہ بات تو کہنے کی نہ تھی مگر کیا کروں اس کے کہنے کی بھی ضرورت تھی۔ بعض جگہ جھوٹ بولنا جائز ہے، آپ پوچھ کر تو دیکھیں علماء کرام سے کہ کہاں کہاں جھوٹ بولنا جائز ہے۔ علماء کرام سے پوچھتے رہئے! بہرحال آپ علماء کرام سے ضرور ملیے، ہر بات ضرور پوچھئے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ اگر عمل نہ بھی کرنا ہو تب بھی پوچھے اس سے کئی فائدے ہوں گے۔

پہلا فائدہ تحصیلِ علم کا فریضہ تو ادا ہو جائے گا۔

دوسرا فائدہ اگر کبھی عمل کی توفیق ہوگئی تو علم اپنے پاس ہوگا۔

تیسرا فائدہ علم کی خاصیت ''خشیت'' ہے۔ علم کی وجہ سے دل میں خوفِ خدا تعالیٰ پیدا ہوگا۔

اپنا غلط گمان دور کیجیے! حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک بزرگ کا مقولہ لکھا ہے کہ ہم نے علم مختلف اغراض کے لیے سیکھا تھا، کہ علم حاصل کرنے کے بعد قاضی بنیں گے، مفتی بنیں گے، مگر علم نے ہمیں چھوڑا ہی نہیں۔ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ ہی کا بنا کے رہا تو علم کی خاصیت ہے کہ کبھی نہ کبھی خشیت پیدا ہو ہی جاتی ہے

اپنی غلط فہمی دور کیجیے علماء کرام سے احکام پوچھا کریں اور ہر چیز کے متعلق پوچھا کریں۔ مثلاً مقدمہ عدالت میں لے جانا ہو تو بھی علماء کرام سے پوچھ لیں، جب آپ ہر بات پوچھیں گے تو تب اس وقت آپ کا یہ گمان وخیال کہ علماء کرام نے صرف ناجائز ہونے کا ہی سبق پڑھا ہے، غلط ثابت ہوگا۔

ایک غلط خیال کی نشان دہی بہرحال اکثر لوگ معاملات کو دین میں داخل ہی نہیں سمجھتے، اگر کوئی پوچھنے کو کہے بھی تو کہتے ہیں کہ مولویوں کو اس کا کیا پتہ، ان کا کام نماز، روزہ کا بتلانا ہے۔ یاد رکھیئے! یہ خیال بالکل ہی غلط ہے۔ قرآن وحدیث اور فقہ میں سب چیزوں کی تعلیم موجود ہے، معاملات کی بھی، معاشرت کی بھی اور اَخلاق کی بھی۔ (حقیقت عبادت، وعظ آثار العبادۃ، ص:95-93)

اللہ تعالیٰ علماء کرام کی قدر ومحبت اور اُن سے استفادہ کرتے رہنا نصیب فرمائیں آمین ثم آمین

؎ عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنابت... اللہ تعالیٰ سے لَو لگانا

مولانا محمد طیب الیاس صاحب

وہ عظیم عبادت جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے پاکیزہ بندوں یعنی پیغمبروں کی تعریف کی ہے، وہ عظیم عبادت جو ہدایت وسعادت کی کنجی ہے، وہ عظیم عبادت جس پر ربّ عم نوالہ کی جانب سے بشارت ملتی ہے، وہ عظیم عبادت جس کو بجا لانے والا ہی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں اور عبرتوں سے نصیحت حاصل کرتا ہے، اور ربّ غفور ایسے شخص کو عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔

وہ عظیم عبادت ہے... **اِنابت** یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا، اُس سے لَو لگانا اور اُس کی جانب متوجہ ہو جانا۔ قرآنی آیات کی رو سے اِنابت اور رجوع الی اللہ کا مفہوم کیا ہے، اور اِس پر کیا کیا ثمرات مرتب ہوتے ہیں؟ آیئے جانتے ہیں۔

1 سعادت وہدایت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

''کہہ دو کہ: اللہ جس کو چاہتا ہے، گمراہ کر دیتا ہے، اور اپنے راستے پر اُنہی کو لاتا ہے جو اُس کی طرف رجوع کریں۔'' (سورۂ رعد، آیت: 27)

یعنی اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہی میں پڑا رہنے دیتا ہے، اور ہدایت اُسی کو نصیب ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ سے رُجوع کر کے ہدایت مانگے، اور حق کی طلب رکھتا ہو، ایسا شخص ایمان لانے کے بعد اُس کے حقوق ادا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں سکون حاصل کر لیتا ہے۔ (توضیح القرآن، ص: 541)

2 خوش خبری اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے اور جن لوگوں نے اِس بات سے پرہیز کیا ہے کہ وہ طاغوت (یعنی غیر اللہ) کی عبادت کرنے لگیں، اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے لَو لگائی ہے، خوشی کی خبر اُنہی کے لیے ہے، لہٰذا میرے اُن بندوں کو خوشی کی خبر سنا دو۔ جو بات (یعنی اللہ تعالیٰ کے کلام) کو غور سے سنتے ہیں تو اُس میں جو بہترین ہوتی ہے، اُس کی پیروی کرتے ہیں (اللہ تعالیٰ کے تمام احکام بہترین ہی ہیں)، یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے، اور یہی ہیں جو عقل والے ہیں''۔ (سورۂ زمر، آیت: 17-18)

طاغوت شیطان کو بھی کہتے ہیں اور ہر باطل چیز کو بھی جن لوگوں نے شیطان کا کہا نہ مانا اور تمام شرکاء سے منہ موڑ کر اللہ وحدہ لاشریک لہ کی طرف رجوع ہوئے اُن کے لیے زبردست خوش خبری ہے، وہ اچھی باتوں کی پیروی کرتے ہیں اور اُن پر عمل کرتے ہیں، کامیابی اُنہی کے لیے ہے، کیوں کہ انہوں نے اپنی عقل کو کام میں لاتے ہوئے توحید خالص کو اختیار کیا اور اِنابت یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کا راستہ اپنایا۔

3 بصیرت ونصیحت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

بھلا کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اُسے کیسے (اونچا اور بڑا) بنایا ہے؟ اور ہم نے اُسے (چاند ستاروں سے) خوب صورتی بخشی ہے اور اُس میں کسی قسم کے رخنے نہیں ہیں (جیسے قدیم تعمیرات میں آجاتے ہیں)۔ اور زمین ہے کہ ہم نے اُسے پھیلا دیا

ہے، اور اُس میں پہاڑوں کے لنگر ڈال دیئے ہیں، اور اُس میں ہر طرح کی خوش نما چیزیں اُگائی ہیں تا کہ وہ اللہ سے لَو لگانے والے ہر بندے کے لیے بصیرت اور نصیحت کا سامان ہو۔‘‘ (سورۂ ق، آیت:6-8)

دوسرے مقام پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’وہی ہے جو تمہیں اپنی (قدرت کی) نشانیاں دِکھاتا ہے اور تمہارے لئے آسمان سے رزق اُتارتا ہے (یعنی بارش برساتا ہے جس سے رزق پیدا ہوتا ہے) اور نصیحت تو وہی مانا کرتا ہے جو (ہدایت کے لیے) دِل سے (اللہ تعالیٰ کی طرف) رجوع ہو۔‘‘ (سورۂ مؤمن، آیت:13)

4 عذاب سے حفاظت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’اور تم (کفر سے توبہ کر کے) اپنے پروردگار سے لَو لگاؤ، اور (اسلام قبول کر کے) اُس کے فرماں بردار بن جاؤ قبل اس کے کہ (اسلام نہ لانے کی صورت میں) تمہارے پاس عذاب آ پہنچے، پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔‘‘ (سورۂ زمر، آیت:54)

جیسا اسلام لانے کی صورت میں سب کفر وشرک معاف ہو جائے گا، اِسی طرح اسلام نہ لانے کی صورت میں اس کفر وشرک پر عذاب ہو گا جس کو کوئی دور کرنے والا نہ ہو گا۔ (بیان القرآن 303/3)

5 جنت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’اور پرہیز گاروں کے لیے جنت اتنی قریب کر دی جائے گی کہ کچھ بھی دور نہیں رہے گی، (اور پرہیز گاروں سے کہا جائے گا کہ) یہ ہے وہ چیز جس کا تم سے یہ وعدہ کیا جاتا تھا کہ وہ ہر اُس شخص کے لیے ہے جو اللہ سے خوب لَو لگائے ہوئے ہو، (اور) اپنی نگرانی رکھنے والا ہو (کہ میرا کوئی کام اللہ تعالیٰ کے خلاف نہ ہو) جو خدائے رحمٰن سے اُسے دیکھے بغیر ڈرتا ہو، اور اللہ کی طرف رجوع ہونے والا دِل لے کر آئے۔‘‘ (سورۂ ق، آیت:31-33)

جن لوگوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھا ہو گا اور گناہوں سے بچ کر اُس کی طرف رجوع کیا ہو گا، اور بِن دیکھے اُس کے قہر وجلال سے خوف زدہ ہو کر ایک پاک وصاف رجوع کرنے والا دل لے کر حاضر ہوئے ہوں گے... ایسے لوگوں سے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے رجوع واِنابت ایک بلند مقام ہے، جس کے مفہوم اور ثمرات کو آپ نے جان لیا، اب اِنابت یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کی چند علامات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اِنابت یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کی چند علامات:

1 گناہ پر ندامت جب بندہ سے گناہ سرزد ہو جائے تو وہ اُس کی تکلیف محسوس کرے، دِل دُکھی اور نادم ہو جائے۔

2 نیکی سے محرومی پر حسرت خیر وبھلائی، نیکی اور تقویٰ سے محرومی پر حسرت وافسوس ہو، اور انہیں ادا کرنے کی فکر ہو

3 گناہوں سے توبہ شر اور بدی کے بُرے انجام سے محفوظ رہنے کی فکر دامن گیر ہو، اس طرح کہ اُن گناہوں سے توبہ کرے جو ربّ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان ہوتے ہیں اور اُن حقوق کو مستحقین تک پہنچائے جن کا تعلق مخلوق سے ہے۔

4 خطا پر دُعا اُس کے مؤمن بھائی سے جب کوئی لغزش یا خطا سرزد ہو جائے تو اُسے تکلیف اور درد محسوس ہو، اُس کا مزاق نہ اُڑائے، اُس کی تشہیر نہ کرے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی تعریف... (**بقیہ** ص:31)

دل جلانے والی باتیں چھوڑ دیجئے!

محمد عبداللہ صدیقی صاحب

ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ ہر مسلمان کے دوسرے

مسلمان پر تین حقوق ہیں

پہلا حق فائدہ نہ دے سکے تو نقصان بھی نہ دے،

دوسرا حق اگر کسی مسلمان کو خوشی نہ دے سکو تو اس کو رنج بھی نہ دیا کرو۔ اوّل تو ہمیں چاہیے کہ ہم دوسروں کو خوشیاں تقسیم کریں، خوشیاں بانٹنے والے ہوں اور اگر خوشیاں بانٹنا ہماری قسمت میں نہیں تو کم از کم دوسروں کو رنج تو نہ پہنچایا کریں۔ آج کل حالت یہی ہے کہ خوشی تو ہم نے کیا دینی ہم دوسروں کو رنج ہی پہنچا رہے ہوتے ہیں، کسی نہ کسی کو زبان سے کڑوی بات کرتے رہتے ہیں

تیسرا حق اگر تم کسی کی تعریف نہ کرسکو تو پھر اس کی بُرائی بھی نہ کیا کرو۔ یہ مسلمان کا حق ہے۔ حق تو یہ بنتا ہے کہ ہم دوسروں کی تعریفیں کرتے رہا کریں اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے کہ یہ میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اُمتی ہے، یہ میرے مالک کا بندہ ہے۔ ہم اس بات کو سوچ کر ان کی تعریفیں کرتے رہا کریں اور اگر زبان سے تعریف نہیں بھی نکلے تو کم از کم کسی کی غیبت تو نہ کیا کریں۔

دل جلانے کی باتیں آج کل عورتیں اکثر یہ کہتی ہیں کہ میں نے ایسی بات کی کہ اب تو فلاں عورت جلتی رہے گی۔ یہ جلانے والا لفظ آج کل گفتگو میں عام ہوتا جا رہا ہے۔ اے بہن! تو اسے نہیں جلا رہی ہوتی بلکہ اس بات کرنے کی وجہ سے تو خود جہنم کی آگ میں اپنے جلنے کا بندوبست کر رہی ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں ہے: وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ (سورۃ الھمزۃ: آیت 1)

ترجمہ: ''بربادی ہے ہر عیب جو کے لیے اور عیب گو کے لیے۔''

دو بڑی خامیاں عیب جوئی اور عیب گوئی یہ دو علیحدہ علیحدہ خامیاں ہیں۔ عیب کی تلاش کرنے والے کو ''عیب جو'' کہتے ہیں اور جب عیب کا پتہ چل جائے تو لوگوں میں باتیں کرنے والے کو ''عیب گو'' کہتے ہیں۔ عیب جوئی بھی گناہ ہے، عیب گوئی بھی گناہ۔ پروردگار عالم نے اس جگہ دونوں کے بارے میں فرمایا کہ اس کے لیے بربادی ہے جو لوگوں کی غلطیوں اور خامیوں کو ڈھونڈنے اور آگے پہنچانے سے لوگوں کے دلوں کو تکلیف پہنچائے۔

لہٰذا اللہ ربّ العزت نے فرمایا ''ایسا بندہ جو عیب جو اور عیب گو ہوگا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ اس کو جہنم کے اندر آگ کے بنے ہوئے ستونوں کے ساتھ باندھ دیا جائے تاکہ یہ ہل نہ سکے اور پھر جہنم کی آگ کو حکم ہوگا کہ اس کی شعاعیں اس کی طرف بڑھیں۔ اس کی لپیٹیں اس کی طرف بڑھیں گی اور وہ اس کے دل کو جلائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں لوگوں کے عیوب پر پردہ ڈالنے والا بنائیں اور ہر قسم کی بُرائیوں اور خامیوں سے ہماری حفاظت فرمائیں آمین ثم آمین

خوش رہنے کا عجیب انداز

اُمِ نہدیہ
لاہور

چھوٹی چھوٹی پریشانیوں میں خوشیوں کی تلاش:

ایک خاتون کی عادت تھی کہ وہ روزانہ رات کو سونے سے پہلے اپنے دن بھر کی خوشیوں کو ایک کاغذ پر لکھ لیا کرتی تھی... ایک رات اس نے لکھا کہ:

میں خوش ہوں کہ میرا شوہر تمام رات زوردار خراٹے لیتا ہے، کیوں کہ وہ زندہ ہے اور میرے پاس ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔

میں خوش ہوں کہ ہر مہینہ بجلی، گیس، پانی پٹرول وغیرہ کا اچھا خاصا بل ادا کرنا پڑتا ہے، یعنی یہ سب چیزیں میرے پاس میرے استعمال میں ہیں، اگر یہ نہ ہوتیں تو زندگی کتنی مشکل ہوتی۔ اس پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔

میں خوش ہوں کہ میرا بیٹا صبح سویرے اس بات پر پریشان ہوتا ہے کہ رات بھر مچھر، کھٹمل سونے نہیں دیتے وہ رات گھر پہ ہی گزارتا ہے، آوارہ گردی نہیں کرتا، اس پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔

میں خوش ہوں کہ دن بھر کے کام کرنے سے دن ختم ہونے تک میرا تھکن سے بُرا حال ہوجاتا ہے، یعنی میرے اندر دن بھر سخت کام کرنے کی طاقت ہے اور یہ طاقت اور ہمت صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔

میں خوش ہوں کہ کبھی کبھار تھوڑا بیمار ہوجاتی ہوں یعنی میں زیادہ تر صحت مند ہی رہتی ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔

میں خوش ہوں کہ ہر سال عید پر تحفے اور عیدی دینے میں میرا پرس خالی ہوجاتا ہے، یعنی میرے پاس چاہنے والے میرے عزیز رشتہ دار، دوست واحباب ہیں، جنہیں تحفہ دے سکوں۔ اگر یہ نہ ہوں تو زندگی کتنی بے رونق ہو۔ اس پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے

میں خوش ہوں کہ روزانہ الارم کی آواز پر اُٹھ جاتی ہوں یعنی مجھے ہر روز ایک نئی صبح دیکھنا نصیب ہوتی ہے۔ اس پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔

زندگی گزارنے کے اِس انمول فارمولے پر عمل کرتے ہوئے اپنی بھی اور اپنے سے وابستہ لوگوں کی زندگی بھی پرسکون بنانی چاہیے۔ یوں چھوٹی چھوٹی پریشانیوں میں خوشیوں کو سمجھنا اور تلاش کرنا چاہیے کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، اِس پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔

(**بقیہ** ص:20) وَكَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ

ترجمہ: وہ اپنی ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔

(صحیح البخاری، باب کسب الرجل وعملہ بیدہ:2027)

یہ شان تھی کہ اتنی بڑی سلطنت کے بادشاہ ہوتے ہوئے بھی اپنی کمائی پر گزارہ کرتے تھے۔ یہ شان انبیاء علیہم السلام اور کاملین کے علاوہ دوسرے کی نہیں ہوسکتی ہے۔ (از خطبات حکیم الامت 391/9)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائیں آمین

بچیوں کو اصلی جہیز (آخرت کا) ضرور دیجیے!

ماہنامہ علم و عمل لاہور — مدیر

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بچیوں کی تربیت ہو، آخرت کا جہیز دیا گیا ہو تو پھر ٹینشن کس بات کی؟

چند کام کیجیے!

1. بچی پیدا ہونے پر خوشی کا اظہار کرنا چاہیے۔
2. بچی کی پرورش میں انداز و اخلاق اچھا رکھنا۔
3. بچی سے محبت کرتے رہنا۔
4. بچی کو مصیبت کبھی نہ سمجھنا۔
5. بچی (بچوں) کو بددُعا نہ دینا۔
6. بچی کا نام اچھا رکھنا۔
7. بچی کی صحت کا خیال رکھنا۔
8. بچی کی سب ضروریات کھانے پینے، پہننے وغیرہ سب اچھے انداز میں خوشی سے پوری کرتے رہنا۔ بچی کے ساتھ اس کا بھائی ہو تو بھائی کو کچھ بھی دینے میں ترجیح نہ دینا، بلکہ ہمیشہ بچی کو ترجیح دینا۔
9. بچی کی تعلیم کا خیال رکھنا۔
10. بچی کے علاج معالجہ ٹھیک طرح سے کرنا۔
11. بچی کے رشتہ تلاش کرنے میں اپنا ہی نہیں بلکہ بچی کا مفاد سامنے رکھنا چاہیے۔ بچی کے لیے شادی کے جہیز کی ٹینشن نہ لینا جو ہو سکے دے کر رُخصت کیا جانا چاہیے، باقی آہستہ آہستہ بعد میں بھی دیا جا سکتا ہے
12. بچی کو آخرت کا جہیز لازمی دینا چاہیے۔

آخرت کا جہیز کیا ہے؟ دین سکھانا، نمازی بنانا، با اَخلاق بنانا، دین کی تعلیم دینا، قرآن کریم اچھا پڑھنا سکھلانا اور عصری ضروری درجہ کی تعلیم کو صرف لڑکیوں میں بھیج کر یا گھر میں خاتون ٹیچر کا انتظام کر کے تعلیم دلوانا، اعمالِ دینیہ کی پابندی نرمی سے کروانا، صدقہ جاریہ والے اعمال بتلانا، خانہ داری نیک نیتی سے کرنے کی تاکید کرنا اور سکھلانا، خاوند کی تابع داری زندگی بھر کی بتلانا، بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت عملی طور پر سکھانا، شرعی پردہ کا طریقہ مع عملی مشق گھر میں سکھایا جانا چاہیے، صبح و شام کے وظائف اور رُوحانی ناشتہ (صبح کی نماز، دُعا، تلاوت، درود شریف اور سورۃ یٰسین، چوتھا کلمہ سو بار وغیرہ) سکھایا جانا چاہیے۔

13. غصہ اور بدلہ لینا اور اپنے آپ کو کچھ سمجھنا اِن چیزوں کی نفی سمجھائی جائے۔
14. عبادت میں دل لگے یا نہ لگے، روزمرّہ کی عبادات بالخصوص نماز کی پابندی بتائی جائے۔
15. صدقہ کرنا، سخاوت کرنا، ہدیہ دینا بتایا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی خواتین بالخصوص بچیوں کا بھرپور خیال رکھنے اور پیار و محبت سے پیش آنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین ثم آمین

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ

اِن کلمات کے پڑھنے سے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں:
(لہذا کوئی دُعا یا عمل اس وقت کر لینا چاہیے)

اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا
وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا

(صحیح مسلم، باب فضل قول الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا، رقم الحدیث: 601)

الحدیث، ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے اس یقین کے ساتھ دعا مانگو کہ تمہاری دعا ضرور قبول ہوگی۔ (ترمذی: 3479، صحیح)

زہر اور تریاق کا ایک عجیب واقعہ

از افادات: مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ میں جنوبی افریقہ کے ایک پہاڑی علاقہ میں کار پر سوار ہو کر جا رہا تھا، راستہ میں نماز کے لیے رکنا ہوا، جنگل تھا اور باہر بہت خوب صورت سبزہ زار تھے، جب کار سے اُترے تو مجھے قریب میں ایک بہت خوب صورت پودا نظر آیا، جس کے پتے بہت خوب صورت تھے، بے ساختہ میرا دل چاہا کہ اس پتے کو پکڑ کر کونپلوں سے توڑلوں اور اس کو دیکھوں کہ یہ کیسا ہے؟ جب میں اس کی طرف بڑھنے لگا تو میرے ایک ساتھی مجھ سے کہنے لگے کہ ہرگز اس کو ہاتھ نہ لگایئے گا! میں نے وجہ پوچھی تو کہنے لگے کہ یہ بڑا زہریلا پودا ہے اور اگر انسان اس پودے کو چھولے تو اس کے جسم میں زہر ایسے سرایت کرتا ہے جیسا کہ بچھو نے کاٹ لیا ہے۔ میں بہت حیران ہوا کہ دیکھنے میں کتنا خوب صورت اور حسین ہے اور انسان کو اپنی طرف دعوت دینے والا ہے، لیکن اندر سے اتنا ظالم؟ اسی طرح دنیا میں جتنی بھی دلفریبیاں ہیں، ان سب کی اللہ تعالیٰ نے تصویر بنادی کہ دیکھنے میں تو بڑی حسین لیکن چکھ لو یا چھو لو تو زہر ہیں۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ تو بڑا خطرناک پودا ہے، آپ نے مجھے تو بتادیا اس لیے میں اسے ہاتھ نہیں لگاؤں گا لیکن بہت سے لوگ وہ بھی تو ہیں کہ جنہوں نے اگر انجانے میں اس کو چھولیا تو ان کے جسم میں زہر پھیل جائے گا۔ اس پر انہوں نے کہا جی ہاں! یہ خطرناک تو ہے لیکن ایک عجیب بات یہ ہے کہ جس جس جگہ یہ پودا ہوتا ہے اسی جگہ ایک اور چھوٹا سا پودا بھی ہوتا ہے، اگر کوئی شخص اس خطرناک پودے کو چھولے اور زہر اس کے جسم میں پھیل جائے تو وہ اس چھوٹے پودے کو ہاتھ لگالے تو وہ بھلا چنگا ہو جائے گا، یعنی اوپر والا پودا زہر اور نیچے والا تریاق ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی حکمت کاملہ ہے کہ جہاں زہر پیدا فرمایا وہیں تریاق بھی پیدا فرمادیا۔

توبہ گناہ کا تریاق ہے اسی طرح میرے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اگر شیطان کو پیدا کیا تو ممکن نہیں تھا کہ تریاق پیدا نہ فرماتے۔ چناں چہ جب کوئی گناہ ہو جائے تو اس گناہ کا تریاق یہ ہے کہ یوں کہہ لو: اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ، اور یہ ایسا تریاق ہے جو ہر وقت ہر انسان کے پاس، ہر جگہ بغیر کسی ادنیٰ محنت و تکلیف کے میسر ہے۔ ایک تریاق تو وہ ہوتا ہے جس کو حاصل کرنے میں محنت ہوتی ہے اور اس کو لانے کے لیے پیسے خرچ کرنے پڑتے ہیں، اگر خدانخواستہ کسی کو سانپ یا بچھو کاٹ لے اور معلوم ہو جائے کہ فلاں چیز اس کا علاج ہے تو سب سے پہلے تو وہ پیسوں کی فکر کرے گا اور پھر یہ کہ وہ کون سی دکان سے ملے گی، وہ وہاں سے جا کر لائے گا تو پتہ نہیں اتنی دیر میں کیا سے کیا ہو جائے؟ اور دُنیا کا تریاق بھی ہر آدمی کے پاس موجود نہیں ہوتا اور نہ ہر دکان میں دستیاب ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا تریاق دے دیا ہے جو ہر وقت ہمارے پاس موجود ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب بھی کوئی گناہ ہو تو فوراً کہے کہ ''اے اللہ تعالیٰ! میں آپ سے آپ کی مغفرت طلب کرتا ہوں''۔ (اصلاحی خطبات)

ہمارے صحابہ... ہمارے راہ نما

جناب محمد اِکرام صاحب لاہور

بھائی چارہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام کو میں سے ہر دو کے درمیان بھائی بندی کروا دیتے تھے۔ ان میں سے کسی ایک کو اگر آپس کی ملاقات میں دیر ہو جاتی تو اس کا بھائی اس سے ملنے آتا اور بڑی محبت کا اظہار کرتا اور دریافت کرتا کہ تمہارا میرے بعد کیا حال رہا، تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا یہ حال تھا کہ کسی ایک پر تین دن نہیں گزرتے تھے کہ اسے اپنے بھائی کا حال معلوم نہ ہو۔ (مسند ابی یعلیٰ الموصلی 85/6، الحدیث: 3338، ضعیف)

لعن طعن کرنے میں احتیاط کیجیے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ اپنے ایک دوست ابو عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے گئے، اتفاق سے وہ موجود نہ تھے، انہوں نے ان کی بیوی کو سلام کہلا بھیجا، اور پینے کے لیے پانی مانگا، گھر میں پانی موجود نہ تھا، ایک لونڈی کسی ہمسایہ کے یہاں سے لینے گئی اور دیر تک واپس نہ آئی، حضرت ابو عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے غضبناک ہو کر لونڈی کو سخت سست کہا اور اس پر لعنت بھیجی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ سنا تو پانی پیے بغیر واپس چلے گئے، دوسرے دن حضرت ابو عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی تو اُنہوں نے اس قدر جلد واپس آنے کی وجہ پوچھی۔ فرمایا: خادمہ نے پانی لانے میں دیر کی تو تمہاری بیوی نے اس پر لعنت بھیجی، چوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جس پر لعنت بھیجی جائے اگر وہ بے قصور ہوتا ہے تو بھیجنے والے پر لوٹ آتی ہے، میں نے خیال کیا کہ اگر خادمہ بے قصور ہوئی تو میں بلا وجہ اس لعنت کے واپس آنے کا سبب ہوں گا۔ (مسند احمد، رقم الحدیث 3876، اسنادہ حسن)

نماز باجماعت کی اہمیت حضرت عبداللہ بن امّ مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نابینا تھے، ان کا گھر مسجدِ نبوی سے دور تھا راستہ میں جھاڑیاں پڑتی تھیں، کوئی راہ نما بھی نہ تھا ان تمام دشواریوں کے باوجود حضرت عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ مسجد نبوی میں نماز پڑھتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ سے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت چاہی، لیکن اذان واِقامت کی آواز ان کے گھر تک جاتی تھی، اس لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اجازت نہ دی۔ چناں چہ اسی حالت میں چھڑی سے ٹٹولتے ٹٹولتے مسجد تشریف لایا کرتے تھے۔ (سنن نسائی، رقم الحدیث: 851، اسنادہ صحیح)

(بقیہ، ص: 26 کا) اور شکر ادا کرے کہ اُس نے مجھے اِس خطا سے محفوظ رکھا ہے اور ساتھ ہی اپنے بھائی کی ہدایت واستقامت کے لیے دعا بھی کرتا رہے

5 نفس کی پاکیزگی (تزکیہ) نفس کی بیماریوں کا خوب اچھی طرح سے جائزہ لے کر، اپنے دِل کو ٹٹول کر اُس کی بیماریوں کے علاج کے لیے کسی متبعِ سنت بزرگ کی نیک صحبت میں آجائے اور اپنی روح کی ترقی اور تازگی کا سامان کرنا شروع کر دے۔ اے اللہ! ہمیں عمل کی توفیق عطا فرما آمین۔

راہِ خدا میں خرچ کرنے کے آداب

مولنا محمد نوید جاوید

اللہ تعالیٰ نے جس بندہ کو مال دیا ہے، چاہے مال تھوڑا ہو یا زیادہ، ہر بندہ کو اپنی اپنی استعداد کے مطابق راہِ خدا میں خرچ کرنا چاہیے۔ مال کو راہِ خدا میں خرچ کرنے کے کچھ آداب ہیں، اگر ان آداب کا خیال رکھا جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندہ سے بہت خوش ہوتے ہیں اور اس کے مال کو قبول فرماتے ہیں۔

راہِ خدا تعالیٰ میں مال خرچ کرنے کے چند آداب:

1 صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ خرچ کرنے میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوش نودی مطلوب ہو۔ کسی کو احسان مند بنانے یا دنیا میں نام پیدا کرنے کے لیے خرچ نہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، ترجمہ: تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے سوا تمہارا اور کوئی مقصود نہیں ہوتا۔ (سورۃ البقرۃ، آیت: 272)

2 احسان جتلانے کی ممانعت ارشادِ باری تعالیٰ ہے، ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لے آئے ہو اپنی خیرات کو احسان جتلا کر اور اذیت دے کر اس شخص کی طرح ضائع نہ کرو، جو لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔ اس کے خرچ کی مثال تو ایسے ہے جیسے ایک چٹان پر مٹی پڑی ہو اور اس پر زور کی بارش برسے تو ساری مٹی بہ جائے اور بس صاف چٹان رہ جائے۔ (سورۃ البقرۃ، آیت: 264)

3 عمدہ مال خرچ کیجیے ارشادِ الٰہی ہے، ترجمہ: (اے ایمان والو!) جو کچھ تم نے کمایا ہے اور جو کچھ ہم نے تمہارے لیے زمین میں سے نکالا ہے اس میں سے عمدہ مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں دو ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے کے لیے برے سے بُرا تلاش کرنے لگو۔ (سورۃ البقرۃ، آیت: 227)

4 حتی الامکان چھپا کر دیا جائے ارشادِ باری تعالیٰ ہے، ترجمہ: اگر کھلے طریقہ سے خیرات کرو تو یہ بھی اچھا ہے، لیکن اگر چھپا کر غریب لوگوں کو دو تو یہ تمہارے لیے زیادہ اچھا ہے، اور اس سے تمہارے گناہ دھلتے ہیں۔ (سورۃ البقرۃ، آیت: 280)

5 مقروض کو پریشان نہ کیا جائے فرمانِ الٰہی ہے، ترجمہ: اگر قرض دار تنگ دست ہو تو اسے خوش حال ہونے تک مہلت دو، اور صدقہ کر دینا تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے، اگر تم اس کا فائدہ جانو۔

(سورۃ البقرۃ، آیت: 280)

6 خرچ میں اعتدال ارشادِ باری تعالیٰ ہے، ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نیک بندے وہ ہیں کہ جب خرچ کریں تو نہ فضول خرچی کریں اور نہ ہی بہت تنگی کریں بلکہ ان کا طریقہ ان دونوں کے درمیان میں ہو۔

(سورۃ الفرقان، آیت: 67)

ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے، ترجمہ: نہ تو اپنا ہاتھ اتنا کھینچ لو کہ گویا گردن سے بندھا ہوا ہے اور نہ اتنا کھول دو کہ حسرت زدہ (خالی ہاتھ) بیٹھے رہو اور لوگ تم کو ملامت کریں۔ (سورۃ بنی اسرائیل، آیت: 29)

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین

اِیمان کے بعد بہترین دولت "عافیت" ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بنِ مُحَمَّدِبْنِ عَقِيْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ معاذَبْنَ رِفَاعَةَ اَخْبَرَهٗ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: قَامَ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقِ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكٰى، فَقَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْاَوَّلِ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكٰى فَقَالَ: سَلُوا اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فَاِنَّ اَحَدًا لَمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِيْنِ خَيْرًا مِّنَ الْعَافِيَةِ (سنن الترمذی،5/449،رقم الحدیث:3558،اسنادہ حسن)

ترجمہ: سیدنا رفاعہ بن رافع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر چڑھے اور روئے، پھر کہا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہجرت کے پہلے سال منبر پر چڑھے تھے اور روئے، اور پھر یہ فرمایا اللہ تعالیٰ سے (گناہوں کے بارے میں) عفوودرگزر اور مصیبتوں اور گمراہیوں سے عافیت طلب کیا کرو کیوں کہ ایمان اور یقین کے بعد کسی بندہ کو عافیت سے بہتر کوئی چیز نہیں دی گئی۔

ایمان کی دولت کے بعد سب سے بڑی دولت "عافیت"

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ عافیت بہت اہم چیز ہے۔اس کے اندر ایمان کا نور بھی چھپا ہوا ہے اور صحت، عافیت، بدنی اور رُوحانی سکون اسی کے اندر ہے ایمان کے بغیر اگر کسی کو عافیت نصیب ہو تو وہ مہلت اور ڈھیل ہے۔ایمان کے ساتھ اگر کسی کو عافیت ملے تو وہ ایمان کے بعد بہت عظیم دولت ہے۔

اسی لیے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اُمت کو راحت میں دیکھنے کے لیے عافیت مانگنے کا حکم جاری فرمایا۔تاکہ اُمت عافیت مانگتی رہے اور اسے عافیت ملتی رہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ "عافیت والے دنوں میں (یعنی جن دنوں میں مصیبتیں نہ ہوں) اللہ تعالیٰ سے عافیت وراحت مانگتے رہنا چاہیے۔(سنن ترمذی، باب فی العفو والعافیۃ رقم الحدیث:3594،اسنادہ حسن)

ہماری کوتاہی ہم لوگ عافیت چاہتے ہیں مگر مانگتے نہیں اگر مانگتے ہیں تو کبھی کبھی مانگتے ہیں یا پھر مصیبت سر پہ آنے کے بعد مانگتے ہیں حالاں کہ ایسا نہیں کرنا چاہیے، بلکہ ہمیشہ عافیت بلاناغہ مانگتے رہنا چاہیے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی محبت بھی مانگیں تو عافیت والی مانگنی چاہیے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے عورتوں کی چال سے بچنے کے لیے جیل مانگ لی۔ہمارے پیارے آقا آخرالزمان نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ یہاں پر بھی حضرت یوسف علیہ السلام عافیت مانگ لیتے تو اچھا تھا۔یعنی ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی اُمتی کے لیے بھی یہ نہیں چاہتے کہ عافیت نہ ملے، بلکہ ہر اُمتی کے لیے عافیت چاہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں دائمی طور پر دارین کی عافیت نصیب فرمائیں آمین ثم آمین یارب العٰلمین

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ

جامعہ کے شب و روز

سلسلہ اصلاحی بیانات | فوڈ فیسٹول | سیرت کوئز مقابلہ | سالانہ امتحانات

◉ اِس جامعہ کے طلباء میں اصلاحی بیانات کے سلسلہ کے پیش نظر بفضلہٖ تعالیٰ حضرت مولنا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پوتے حضرت مولنا ڈاکٹر سعد صدیقی صاحب دامت برکاتہم نے اصلاحی بیان فرمایا

◉ گزشتہ کی طرح درجہ خامسہ کے طلباء کو تعلیمی ایام میں رخصت دے کر تبلیغی جماعت میں سہ روزہ لگوایا گیا

◉ اس جامعہ میں 30 نومبر بروز جمعرات بعد نمازِ مغرب برائے طلباء ''ختم نبوت کورس'' کا انعقاد ہوا۔

◉ اس جامعہ کے طلباء میں بعنوان ''سیرت کوئز مقابلہ'' 9 دسمبر بروز ہفتہ منعقد کیا گیا۔اس مقابلہ میں ''سیرت'' کے موضوع پر طلباء کے درمیان ایک مثالی مقابلہ کروایا گیا،اور عمدہ کارکردگی پر طلباء کی انعامات کے ذریعہ بھرپور حوصلہ افزائی کی گئی۔

◉ گزشتہ کی طرح اس جامعہ میں 15 دسمبر بروز جمعہ کھانے جمعہ ''فوڈ فیسٹول'' کا انعقاد کیا گیا،جس میں طلباء نے پینے کے علاوہ دیگر مختلف قسم کی اشیاء کے بھی اسٹال لگائے اور شرعی اصولوں کی روشنی میں اساتذہ کرام کی موجودگی میں خرید فروخت کی۔جس کا دورانیہ بعد نمازِ جمعہ تا عشاء رہا۔

توجہ کیجیے!: قارئین کرام سے گزارش ہے کہ یہ ماہ نامہ علم وعمل رسالہ جو کہ آپ کے اجراء کروانے پر ہر ماہ آپ کے ایڈریس پر بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے،ڈاک لفافہ پر درج آپ کے ایڈریس کے ساتھ سالانہ رقم کا ماہِ اختتام بھی درج کیا جاتا ہے تاکہ سالانہ قیمت ختم ہونے پر بذریعہ منی آرڈر، جاز کیش/ایزی پیسہ، بینک سے آن لائن یا دفترِ جامعہ میں آکر بروقت آپ کی طرف سے ادارہ میں سالانہ قیمت جمع کروائی جا سکے اور آپ کے اِس پسندیدہ رسالہ کی ترسیل کا سلسلہ جاری رہ سکے۔آن لائن سالانہ قیمت جمع کروانے کی صورت میں رسالہ کی معلومات کے لیے دیئے گئے رسالہ پر موجود نمبرز پر فون یا میسج کر کے اِطلاع کردی جائے،تاکہ آپ کی بھیجی گئی رقم کا اِندراج ہو سکے اور ترسیل کا سلسلہ باقاعدگی سے جاری رہ سکے۔

نوٹ: بعض قارئین کرام کی طرف سے کئی ماہ گزرنے کے باوجود رسائل کی مد میں سالانہ رقم جمع نہیں کروائی جا رہی،جب کہ اِدارہ سے ہر ماہ کئی طرح سے اُنہیں توجہ دلائی جا رہی ہے۔مثلاً لفافہ پر ایڈریس کے ساتھ ''اختتام رقم'' کا سن اور تاریخ درج ہے۔اور پھر رسالہ پر ''سالانہ رقم ختم'' ہونے کی مہر بھی لگائی جاتی ہے وغیرہ

گزارش ہے کہ یہ حضرات رسالہ کے بقایاجات بذریعہ جاز کیش،ایزی پیسہ، بذریعہ بنک و منی آرڈر سالانہ ایڈوانس جمع فرمادیں تاکہ ترسیل کا سلسلہ جاری رکھا جا سکے۔بصورتِ دیگر اِدارہ میں اطلاع کر کے ترسیل بند کروائی جا سکتی ہے۔تاکہ مسلسل ترسیل کی وجہ سے اِدارہ کا بھی نقصان نہ ہو۔شکریہ (از: اِدارہ علم وعمل)

موسم سرما اور شرعی ہدایات

1. سونے سے پہلے آگ (ہیٹر وغیرہ) بجھا کر سونا چاہیے۔ (ماخوذ از صحیح البخاری، رقم الحدیث:6293)
2. جب بھی موزے پہنیں جھاڑ کر پہنیں۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث:7620، اسنادہ حسن)
3. جب دھوپ میں بیٹھیں تو آدھے سایہ اور دھوپ میں نہ بیٹھیں۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث:4821، اسنادہ حسن لغیرہ)
4. مرد حضرات چادر وغیرہ اوڑھیں تو ٹخنوں سے نیچے نہ جائے۔ (التمہید کما فی الموطا لابن عبد البر 228/2)
5. گرم پانی نکالنے کے لیے پانی ضائع نہ کریں۔ (ماخوذ سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث:425، اسنادہ حسن لغیرہ)
6. حصولِ گیس کے لیے موٹر یا مشین کا استعمال نہ کیا جائے۔ (ماخوذ فتاویٰ بنوری ٹاؤن)
7. سردیوں میں دن چھوٹے ہوتے ہیں، پیر اور جمعرات کو روزہ رکھنے کی کوشش کی جائے۔ (ماخوذ سنن ترمذی، رقم الحدیث:746، اسنادہ حسن)
8. سردیوں میں راتیں لمبی ہوتی ہیں اس لیے تہجد کا ناغہ نہ کیا جائے۔ (ماخوذ سنن ترمذی، رقم الحدیث:438، اسنادہ صحیح)
9. سردیوں میں دن چھوٹے ہونے کی وجہ سے ڈیوٹی ٹائم میں ڈنڈی نہ ماری جائے۔ (دار الافتاء، دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:64431)
10. سردی میں پانی پینے کی کمی کو دور کیا جائے۔ (الاطباء)

دُعا

شدید سردی کے دن کوئی شخص یہ

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مَا أَشَدَّ بَرْدَ هٰذَا الْيَوْمِ اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِي مِنْ زَمْهَرِيرِ جَهَنَّمَ

پڑھے تو اللہ تعالیٰ جہنم سے فرماتے ہیں میرے بندوں میں سے ایک بندے نے تیرے طبقہ زمہریر (شدید سردی) سے میری پناہ مانگی ہے، (پس میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ) میں نے اسے پناہ دے دی۔

(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی، باب ما یقول اذا کان یوم شدید الحر او شدید البرد:265 ضعیف)

رسالہ ماہنامہ علم و عمل لاہور کی رقم جمع کرانے کے لئے

« "بینک الفلاح" کا اکاؤنٹ نمبر: 5575-5000028650

« "البرکہ بینک" کا اکاؤنٹ نمبر: 0322-0102580779016

بنام: Mahnama ilm-o-amal Lahore

ماہنامہ علم و عمل لاہور کے اجراء اور معلومات کے لئے رابطہ نمبرز:

1. 0302-4143044
2. 0331-4546365

مدرسہ کے لئے رابطہ نمبر:

0322-8405054
0321-4200041
042-35272270

جامعہ عبداللہ بن عمر (رجسٹرڈ) 23 کلومیٹر فیروز پور روڈ، گجومتہ نزد کاہنہ نو لاہور پاکستان

پوسٹ کوڈ: 53100